RGD. E. P No 861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر
برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

شرح
چندہ سالانہ
چھ روپے
فی پرچہ
۲ ار

تاریخ اشاعت: ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲ | ۲۸ اخاء ۱۳۳۱ ہش ۱۹ صفر ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء | نمبر ۴۰

پاک اور مقدس وجودوں کے نام سے جانوروں کو موسوم کرنا انتہائی نامناسب ہے

انگلستان کی "عرب ہارس سوسائٹی" کے سیکرٹری کے نام امام صاحب مسجد احمدیہ لنڈن کا مکتوب

امام صاحب کی تحریک پر گھوڑے کا نام فوراً تبدیل کر دیا گیا

کسی مقدس وجود سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے لئے غیرت دکھائی جائے۔ چنانچہ گزشتہ دنوں انگلستان میں "عرب ہارس سوسائٹی" کے زیر اہتمام گھوڑوں کی ایک نمائش ہوئی تھی۔ نمائش میں حصہ لینے والے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑے کا نام "صابر محمد" تھا۔ اس پر مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ امام مسجد لنڈن نے عرب ہارس سوسائٹی کے سیکرٹری کو ایک خط کے ذریعہ توجہ دلائی کہ پاک اور مقدس وجودوں کے نام سے جانور کو موسوم کرنا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ امام صاحب کی تحریک پر گھوڑے کا نام فوراً تبدیل کر دیا گیا۔ اس ضمن میں مکرم مولود احمد صاحب سیکرٹری لنڈن مشن نے عرب ہارس سوسائٹی کے ساتھ خط و کتابت کی بعض دلچسپ تفصیلات بھیجی ہیں جنہیں ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

۲۰ جولائی ۱۹۵۲ء کو انگلستان کے مشہور اخبار ٹائمز Times میں گھوڑوں کی نمائش کی خبر شائع ہوئی۔ یہ نمائش عرب ہارس سوسائٹی (Arab Horse Society) کے زیر اہتمام منعقد ہوئی تھی۔ اس میں مسز سی۔ ای۔ بارلنگ Mrs. C. E. Barling کے گھوڑے کا بھی ذکر تھا۔ جس کا نام "صابر محمد" لکھا تھا۔ مکرم امام مسجد لنڈن چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نے سیکرٹری عرب ہارس سوسائٹی کو خط لکھا جس میں اس امر پر اظہار افسوس کیا۔ کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک سے جنہیں ہم مسلمان فخر موجودات اور سرور کائنات سمجھتے ہیں ایک گھوڑے کو موسوم کیا جائے۔ آپ نے لکھا کہ ہم اصولاً اس بات کے خلاف ہیں کہ نیک اور پاک وجود جنہوں نے دنیا میں اعلیٰ اخلاق اور روحانیت کو قائم کیا۔ ان کے ساتھ جانوروں کو نسبت دی جائے۔ اس لئے اگر مسز بارلنگ اپنے گھوڑے کا نام یسوع مسیح رکھتیں تو بھی ہم کو اس سے تکلیف ہوتی۔ آپ نے سیکرٹری صاحب سے درخواست کی کہ باہمی محبت اور مسلمانوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات کے پیش نظر اس نام کو تبدیل کر دیا جائے۔

یہ امر باعث اطمینان و خوشی ہے کہ مسز بارلنگ نے امام صاحب کے توجہ دلانے پر اپنے گھوڑے کا نام تبدیل کر کے Rolin Adair of Ringshalme رکھ دیا۔ یاد رہے کہ اگست ۱۹۵۱ء میں بھی Jockey Club نے امام صاحب کی تحریک پر لارڈ کارنرون Lord Carnaraon کے گھوڑے کا نام تبدیل کرا دیا تھا۔ اسی سلسلہ میں سیکرٹری صاحب عرب ہارس سوسائٹی کے خط کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

مکرم امام صاحب لنڈن

آپ کے خط مورخہ یکم و ۲۹ اگست کے جواب میں تحریر ہے کہ مجھے آج ہی مسز بارلنگ کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ گھوڑے کا نام تبدیل کر کے Robin Adair King shalme رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن ان کو پہلے نام کے تعلق یا معنوں کے متعلق کوئی علم نہیں تھا۔ وہ اپنے خط میں لکھتی ہیں کہ اس گھوڑے کی ۱۹۵۰ء و ۱۹۵۱ء میں ایسے موقعوں پر نمائش ہوتی رہی۔ جہاں پر ممتاز لوگ مثلاً ایجنٹ آف عراق وغیرہ موجود تھے۔ اور کسی نے بھی اس نام کے معنوں کی طرف توجہ نہ دلائی۔

آپ کا مخلص کرنل آر۔ سی۔ ڈی۔ دی آسکن سیکرٹری عرب ہارس سوسائٹی"۔

امام صاحب موصوف نے سیکرٹری صاحب اور مسز بارلنگ کو شکریہ کے خطوط لکھے۔ آپ نے لکھا کہ بہت ممکن ہے کہ ایجنٹ آف عراق یا دوسرے مسلمانوں کو اس نام کی طرف توجہ نہ ہوئی ہو۔ ورنہ کوئی مسلمان بھی کسی جانور کو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام دینا پسند نہیں کر سکتا۔

(سیکرٹری لنڈن مشن)
(بحوالہ المصلح ۱۸ ...)

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع ربوہ سے موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے آقا اور حضور کے اصحاب اور جماعت کے لئے خیر و عافیت کی دعائیں جاری رکھیں۔ خدا تعالےٰ حضور کو اپنے مقاصد میں نائز المرام فرمائے۔

اعلان برائے جماعتہائے یو۔پی

حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت کو دورہ مکمل کرنے سے قبل ہی سلسلہ کی بعض ضروریات کے پیش نظر مرکز میں بلا لیا گیا ہے۔ یو۔پی کی جماعتیں مطلع رہیں آئندہ جب دورہ کا پروگرام مرتب کیا جائیگا تو صوبہ یو۔پی کو اس میں شامل کر لیا جائے گا۔ انشاء اللہ

ناظر اعلیٰ قادیان

گناہ کی تاریکی کا علاج

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ)

"یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسے ہمیں روشنی بخشنے کے لئے ہر روز تازہ طور پر آفتاب نکلتا ہے اور ہم اس قدر نفعہ سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور نہ کچھ تسلی پا سکتے ہیں کہ ہم اندھیرے میں ہوں اور روشنی کا نام و نشان نہ ہو۔ اور یہ کہا جائے کہ آفتاب تو ہے مگر وہ کسی پہلے زمانہ میں طلوع کرتا تھا اور اب وہ ہمیشہ کے لئے پوشیدہ ہے۔ ایسا ہی وہ حقیقی آفتاب جو دلوں کو روشن کرتا ہے اور ہر روز تازہ بتازہ طلوع کرتا ہے اور اپنی قولی فعلی تجلیات سے انسان کو حصہ بخشتا ہے وہی خدا سچا ہے اور وہی مذہب سچا جو ایسے خدا کے وجود کی بشارت دیتا ہے اور ایسے خدا کو دکھلاتا ہے اور زندہ خدا سے نفس پاک ہوتا ہے۔

یہ امید مت رکھو کہ کوئی اور مصنوعی انسانی نفس کو پاک کر سکے۔ جس طرح تاریکی کو صرف روشنی ہی دور کرتی ہے اسی طرح گناہ کی تاریکی کا علاج فقط وہ تجلیات الٰہیہ قولی و فعلی ہیں جو معجزانہ رنگ میں پرزور شعاعوں کے ساتھ خدا کی طرف سے کسی سعید دل پر نازل ہوتی ہیں اور اس کو دکھا دیتی ہیں کہ خدا ہے اور تمام شکوک کی غلاظت کو دور کر دیتی ہیں اور تسلی اور اطمینان بخشتی ہیں۔ پس اس طاقت بالا کی زبردست کشش سے وہ سعید آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے اس کے سوا جس قدر اور علاج پیش کئے جاتے ہیں سب فضول بناوٹ ہے۔

ہاں کامل طور پر پاک ہونے کے لئے صرف معرفت ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ پر درد دعاؤں کا سلسلہ جاری رہنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ غنی بے نیاز ہے۔ اس کے فیض کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے ایسی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے جو گریہ اور بکا اور صدق و صفا اور درد دل سے پُر ہوں۔ تم دیکھتے ہو کہ بچہ شیرخوار اگرچہ اپنی ماں کو خوب شناخت کرتا ہے اور اس سے محبت بھی رکھتا ہے اور ماں بھی اس سے محبت رکھتی ہے مگر پھر بھی ماں کا دودھ اترنے کے لئے شیرخوار بچوں کا رونا بہت کچھ دخل رکھتا ہے۔ ایک طرف بچہ دردناک طور پر بھوک سے روتا ہے اور دوسری طرف اس کے رونے کا ماں کے دل پر اثر پڑتا ہے اور دودھ اترتا ہے۔ پس اسی طرح خدا تعالےٰ کے سامنے ہر ایک طالب کو اپنی گریہ و زاری سے اپنی روحانی بھوک پیاس کا ثبوت دینا چاہیئے۔ تا وہ روحانی دودھ اترے اور اسے سیراب کرے۔

یہی ایک طریق ہے جب سے خدا تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اسی طریق سے ان کے دل پاک و صاف ہوتے رہے ہیں یعنی بغیر اس کے کہ جو زندہ خدا خود اپنی تجلی قولی و فعلی سے اپنی ہستی اور اپنی طاقت اور اپنی خدائی کا ہر ایک ساعت ... رعب چمکتا ہوا دکھا دے اور کسی طریق سے انسان گناہ سے ... نہیں بچ سکتا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ...)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

قول ——— اور ——— فعل

یاایہا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون

ایک نو خیز ہندوستانی اخبار نے جسے "تعلیمات اسلامی کا نقیب و داعی" ہونے کا "دعوےٰ" ہے قرآنی تعلیم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے بارہ میں حسب ذیل افتراء پردازی کی ہے:۔

"مسلمانوں کے آپس میں جزئی اور فقہی اختلافات کے باوجود احمدی عقیدہ کے متعلق تمام مسلمانوں کا فیصلہ ہے کہ وہ حضورؐ کی ختم نبوت کو تسلیم نہیں کرتے اور غلام احمد قادیانی کو اس صدی کا نبی مانتے ہیں۔ قرآن کے مقابلہ تذکرہ نامی کتاب کو وہ الہامی کتاب مانتے ہیں تو اس طرح ایک طرف حضورؐ کی شان ختم رسالت اور دوسری طرف قرآن کریم کی شان قانونِ عالمگیری کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ نماز بھی مسلمانوں کی مسجدوں میں نہیں پڑھتے۔ اور نہ مسلمانوں کے ذبح کئے ہوئے جانور وہ استعمال کرتے ہیں۔ ان تمام تحریکات کے بعد وہ مسلمانوں سے الگ ہو جاتے ہیں۔"

(روشنی بنگلور ۱۸ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

اس عبارت میں جس طور پر حق و انصاف کا خون کیا گیا ہے وہ کسی واقف حال سے پوشیدہ نہیں۔ کاش یہ عبارت کسی ایسے اخبار نے نقل کی ہوتی جس کا اپنا دعویٰ اس قدر بڑا نہ ہوتا جو نقل کرنے والے کا ہے صاف بات ہے کہ یہ عبارت محض سُنی سنائی باتوں کا نتیجہ ہے حالانکہ مناسب طریق تنقید یہ ہے کہ مخالف گروہ کی مسلمہ کتب و لٹریچر کا بغور مطالعہ کیا جائے اور پھر انہیں کے حوالہ سے پختہ اور محکم بات کی جائے تا سنجیدگی کا پہلو غالب آ کر اس کا کچھ وزن اور اہمیت بھی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر باتیں اس عبارت میں جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کی گئی ہیں وہ سب کی سب غلط اور کذب محض بلکہ بہتان عظیم ہیں۔

چنانچہ ہم ذیل میں نہایت مختصر الفاظ میں ان کی حقیقت بیان کرتے ہیں:۔

کہا گیا ہے کہ احمدی "حضورؐ کی ختم نبوت کو تسلیم نہیں کرتے"۔ اس کی تردید کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اپنی متعدد تحریرات میں سے صرف مندرجہ ذیل تحریر ہی کافی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں خاص الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور لکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے

میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔

کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائے گا۔

میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلے میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا"۔

(کرامات الصادقین ص۲۵)

ختم نبوت کا راز

البتہ "ختم نبوت" کی جو تشریح ہمارے مخالفین کی طرف سے کی جاتی ہے وہ نہ صرف قرآنی تعلیم کے مخالف ہے بلکہ اس سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک بھی ہوتی ہے۔ لیکن خاتم النبیین کی جو تشریح جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جاتی ہے وہ حضور کے درجات عالیہ کو بلند کرنے والی اور حضور کی فضیلت عظمیٰ کو ظاہر کرنے والی ہے۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا:۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا راز ہمارے مخالفوں نے ہرگز نہیں سمجھا جس طرح پر وہ ختم نبوت مانتے ہیں اس طرح وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر قرار دیتے ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اب ابوّت جسمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس میں نفی کی ہے۔ اگر روحانی ابوّت کا بھی سلسلہ جاری نہ ہوا تو کیا آپ آنحضرت کو ابتر مانو گے ایسا ماننا تو کفر ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ابوّت روحانی کا سلسلہ جاری ہے۔ جیسا کہ لفظ لکن ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آئندہ جو نبوت یا رسالت ہوگی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر سے ہوگی اب کوئی شخص الہام اور وحی اور روحانی فیوض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے استفادہ نہ کرے آئندہ نبوت کا فیض آپکے ذریعہ اور مُہر سے ملے گا"

(الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۷ء)

اس صدی کا نبی

دوسرے نمبر پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ احمدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس صدی کا نبی مانتے ہیں۔ بے شک جماعت احمدیہ آپؑ کو برحق نبی تسلیم کرتی ہے مگر اس تشریح کے مطابق جس کی طرف اوپر کے حوالہ میں اشارہ کیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ ایسی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منافی نہیں۔ علاوہ ازیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں فرمایا:

"میں اُسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اُس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰقؑ سے اور پھر اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسٰیؑ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو"۔

(تجلیات الٰہیہ ص۲۴ و ۲۵)

ماسوا اس کے خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ کہہ کر پکارا ہے (دیکھو صحیح مسلم) پھر اس کا دعویٰ موجب کفر یا خلاف تعلیم اسلام کیونکر ٹھہرا؟

قرآن کریم اور تذکرہ

تیسرے نمبر پر جماعت احمدیہ پر یہ اتہام لگایا گیا ہے کہ گویا ہم لوگ "قرآن کے مقابلہ میں تذکرہ نامی کتاب مانتے ہیں" جس سے قرآن کریم کی شان قانون عالمگیری کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں"۔ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور ان ھذا الا بھتان عظیم۔

حقیقت یہ ہے کہ جس قوت یقین کے ساتھ جماعت احمدیہ قرآن مجید پر ایمان رکھتی ہے۔ اور وہ اُس کی شان قانون عالمگیری کو نہ صرف تسلیم کرتی ہے بلکہ ہمیشہ مخالفین اسلام کے ساتھ پورے وثوق کے ساتھ پیش کرتی ہے کسی غیر احمدی فرقہ کو اس کی آج تک توفیق نہیں ملی۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ آج روئے زمین پر قرآن پاک کی صحیح رنگ میں تبلیغ و اشاعت کس جماعت کے ہاتھوں ہو رہی ہے دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کون کر رہا ہے۔ اور یورپ کو قرآن پاک پیش کرنے والا اسی جماعت کا ایک فرد تھا اور آج سینکڑوں مبلغین اس کلام پاک کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دور دراز کے ملکوں میں پھیل چکے ہیں۔

جہالت کے کیا کہنے؟ جماعت احمدیہ نے تذکرہ نامی کتاب کو کب قرآن مجید کے مقابل پر کوئی درجہ دیا یا اُس کی موجودگی میں قرآن پاک کی شان قانون عالمگیری کا انکار کیا ہے

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو، خدا سے شرماؤ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی جماعت کو خاص تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔۔۔

۔۔۔۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے" (کشتی نوح ص۱۱ کالم ۲۱ تا ۳)

خطبہ جمعہ

جب قرآن کریم کہتا ہے کہ حزب اللہ غالب ہوگا تو ہم کس طرح اسکے خلاف کہہ سکتے ہیں

ہمارا قصور اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم وہی کہتے ہیں جو قرآن کہتا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴ر اگست ۱۹۵۳ء بمقام ناصر آباد (سندھ)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں

دو قسم کی حکومتیں

ہوا کرتی ہیں۔ ایک عقل اور سمجھ سے کام لینے والی اور دوسری زور اور طاقت سے کام لینے والی۔ ہر زمانہ کے محاورے الگ الگ ہوتے ہیں۔ آج کل جو حکومت عقل اور سمجھ سے کام لے اسکو جمہوریت کہتے ہیں۔ اور جو حکومت زور اور تشدد اور طاقت سے کام لے اس کو ڈکٹیٹرشپ یا ہٹلرازم بھی کہہ دیتے ہیں۔ مگر نام خواہ کچھ بھی ہو۔ جب سے دنیا بنی ہے۔ یہ دونوں طاقتیں کام کرتی آرہی ہیں۔ حضرت آدم کے زمانہ سے یہ کام شروع ہوا اور اب تک جاری ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ کے دو بیٹے تھے ایک کی اللہ تعالےٰ نے قربانی قبول کرلی۔ اور دوسرے کی رد کردی۔ ایک کے پیچھے اخلاص اور تقوےٰ تھا۔ اس لئے اس کی قربانی قبول ہوئی۔ اور دوسرے کی قربانی کے پیچھے چونکہ اخلاص اور تقوےٰ نہیں تھا۔ اس لئے وہ رد ہوئی۔ اب دانائی تو یہ تھی کہ دوسرا شخص جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی اپنے اندر

تقوےٰ۔ عجز اور انکسار

پیدا کرتا اور سمجھتا کہ اس کی قربانی خدا نے رد کی ہے۔ اس کے بھائی کی وجہ سے رد نہیں ہوئی مگر وہ لٹھ لے کر اپنے بھائی کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں تجھ کو قتل کردوں گا۔ اگر یہ شخص عقل اور دانائی سے کام لیتا۔ اور خدا تعالےٰ سے معافی مانگتا۔ تو خدا تعالےٰ اسکی قربانی بھی قبول کرلیتا۔ لیکن بجائے اسکے کہ وہ خدا تعالےٰ سے معافی مانگتا۔ اس نے یہ سمجھا کہ اسکے بھائی . . . . . کی وجہ سے اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں تجھ کو قتل کردوں گا۔ گویا جو خدا تعالےٰ کا فعل تھا وہ اس نے اس کی طرف منسوب کیا۔ مگر اس کے بھائی نے دلیل والا طریق اختیار کیا۔ اور کہا کہ میں تجھے مارنے کی کوشش نہیں کروں گا قربانی قبول کرنا

خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے

اگر تجھے اس بات پر غصہ آیا ہے کہ خدا تعالےٰ نے تیری قربانی قبول کیوں نہیں کی تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں تو اپنے آپ کو ایک عاجز بندہ سمجھتا ہوں۔ یہ فطرت پرانے زمانہ کی تھی۔ اس وقت نہ ڈکٹیٹرشپ کے الفاظ تھے نہ جمہوریت کے مگر وہ روح موجود تھی۔ جس سے یہ دونوں چیزیں پیدا ہوئی ہیں۔ یہ روح جب سے حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں یا دنیا پیدا ہوئی ہے۔ متوازی چلی آرہی ہے

دنیا میں ایک طبقہ

ایسا چلا آیا ہے جو ہمیشہ حق و انصاف کا قائل ہوتا ہے اور دوسرا اپنے زور اور طاقت پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بہرحال ہم نے اپنی مرضی پوری کرنی ہے اگر لوگ ہماری مرضی کے مطابق نہ چلیں گے تو ہم حکومت۔ جتھہ اور طاقت سے دوسروں کو سیدھا کردیں گے۔ اور اپنی مرضی چلائیں گے۔ مشہور ہے کہ ایک بھیڑیا اور بکری کا بچہ ایک ندی پر پانی پی رہے تھے۔ بھیڑیا اس طرف تھا جس طرف سے پانی آرہا تھا۔ بھیڑیے نے جب اس کا نرم نرم گوشت دیکھا تو اس کا جی چاہا کہ اسے کھالے۔ چنانچہ اس نے غصہ سے اسے کہا کہ تم میرے پانی کو

گدلا کیوں کر رہے ہو

بکری کے بچہ نے کہا کہ حضور میں پانی گدلا نہیں کررہا کیونکہ پانی تو آپ کی طرف سے آرہا ہے۔ اس پر بھیڑیئے نے اس کے زور سے تھپڑ مارا۔ اور یہ کہتے ہوئے اُسے چیر پھاڑ دیا کہ کمبخت آگے سے جواب دیتا ہے۔ گویا پہلے اُس نے غلط دلیل دی اور جب اسے اپنی غلطی کی طرف توجہ دلائی گئی تو اس نے دوسرا بہانہ بنا دیا کہ آگے سے جواب دیتا ہے اور اسے مار ڈالا۔ یہی حال احمدیت کے دشمنوں کا ہے۔ جب ان کے سوالوں کا ہماری جماعت کے دوست جواب دیتے ہیں۔ تو

وہ شور مچا دیتے ہیں

کہ ہمیں اشتعال دلاتے ہیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو مولویوں نے آپ پر کفر کے فتوے لگائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار ان لوگوں سے کہا کہ میرا کیا قصور ہے۔ میں تو اسلام کی تعلیم ہی پیش کرتا ہوں۔ مگر مولوی اپنی مخالفت میں بڑھتے ہی گئے۔ چنانچہ ۱۸۹۱ء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے سارے ملک کا دورہ کیا۔ اور مولویوں سے کفر کا فتوےٰ لے کر شائع کردیا۔ جس میں آپ کو کافر۔ مرتد۔ دجال۔ نمرود۔ شداد۔ فرعون اور ابلیس وغیرہ کہا گیا۔ پھر یہ بھی کہا گیا کہ ان کی عورتیں بھگا لینا جائز ہے۔ ان کی اولاد ولدالزنا ہے اور ان کو مسجدوں میں داخل ہونے دینا منع ہے بلکہ قبرستانوں میں ان کو دفن کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ غرض جو کچھ ممکن تھا وہ انہوں نے کیا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا کہ میں تو

اسلام کو زندہ کرنے کیلئے

آیا ہوں۔ تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ میں تمہارا کیا بگاڑتا ہوں۔ مگر اس پر بھی لوگ باز نہ آئے اور وہ متواتر دس سال تک گالیاں دیتے چلے گئے۔ اس پر ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا کہ اس حدیث کے مطابق کہ ایک مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ مجھے کافر قرار دینے والے خود کافر ہو چکے ہیں۔ یہ سنکر مولویوں نے پھر شور مچا دیا کہ ہم پر

کفر کے فتوے

لگائے جاتے ہیں۔ اور یہی شور اب تک مچایا جا رہا ہے۔ کوئی نہیں سوچتا کہ پہلے فتوے لگانے والے کون تھے۔ اور انہوں نے ہم کو کیا کچھ کہا۔ ہم نے تو اس کا ہزارواں حصہ بھی کسی کو کچھ نہیں کہا۔ جس قدر کہ ان مولویوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں کہا ہے۔ مگر پھر بھی یہ چڑیا ہوئے جاتے ہیں اگر ہم کو کافر دجال۔ ملحد۔ ابلیس۔ شداد۔ فرعون اور ابوجہل وغیرہ کہنا ان کے لئے جائز ہو گیا تھا تو کیا ان کے اب کہنے سے اشتعال پیدا نہ ہوتا تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ ان لوگوں کو

اپنی کثرت اور طاقت پر گھمنڈ

ہے۔ جیسے بھیڑیئے نے بکری کے بچے کو کہا تھا کہ آگے سے جواب دیتا ہے وہی سلوک ہمارے ساتھ کیا جارہا ہے۔

گزشتہ شورش کے دنوں میں میں نے کہا تھا کہ خدا ہمیں فتح دے گا اس پر حکومت نے سیکیورٹی ایکٹ کے ماتحت مجھے کہا کہ تمہاری زبان بندی کی جاتی ہے۔ کیونکہ تم نے اشتعال دلایا ہے۔ حالانکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی مصلح ایسا نہیں ہوا جس نے اصلاح کا دعوےٰ کیا ہو اور پھر یہ کہا ہو کہ میں ہاروں گا۔ ہر ایک نے یہی کہا ہے کہ میں جیتوں گا۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

الا ان حزب اللہ ھم الغالبون

اب کیا قرآن کریم نے اپنے ان الفاظ میں غیر مسلموں کو اشتعال دلایا ہے۔ پھر ہمارا کیا قصور ہے۔ ہمارا یہی قصور ہے کہ ہم نے خدا کی بات کہی۔ کہ ہم حزب اللہ ہیں اور سچے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہم غالب آئیں گے۔

دنیا میں ہر شخص اپنے آپ کو ایماندار اور صالح قرار دیتا ہے۔ خواہ وہ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ان لوگوں نے خود ہٹلر والا قانون اختیار کر رکھا ہے بلکہ میں تو کہوں گا۔ کسی ظالم سے ظالم حکومت نے بھی کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ کہو ہم ہاریں گے۔ اور ہم جھوٹے ہیں۔ جب قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ کہ حزب اللہ غالب ہوگا۔ تو پھر ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم ہاریں گے۔ یہ بات قطعی طور پر ناممکن ہے۔ کیونکہ ایسا ہم اسی وقت کہہ سکتے ہیں۔ جب کہ ہم اپنے جھوٹا ہونے

(باقی صفحہ ... کالم ۲)

قانونِ قدرت اور قانونِ شریعت

از افادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اُس کے خالق کی طرف توجہ دلانے اور ترقی کے راستہ پر اُسے گامزن کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے دو قسم کے قانون جاری کئے ہیں۔ ایک قانونِ قدرت۔ اس کا تعلق انسان کی مادی ترقی کے ساتھ ہے۔ چونکہ اس کا تعلق روح کے ساتھ براہ راست نہیں۔ اس لئے اس قانون کے توڑنے پر اس کا طبعی نتیجہ نقصان کی صورت میں تو نکلتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور خفگی اس پر نہیں ہوتی یہ قانون خدا تعالیٰ نے خود مادہ کے اندر ودیعت کر دیا ہے۔ اس لئے کوئی بیرونی علم اس بارہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آتا۔ دوسرا قانون قانونِ شریعت ہے۔ اس کا تعلق روحانی اصلاح کے ساتھ ہے۔ اس قانون کے توڑنے پر خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس قانون کے پورا کرنے سے انسان اُس مقصد کو پورا کر سکتا ہے۔ جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس قانون کو توڑنے کی وجہ سے وہ اس مقصد سے محروم رہ جاتا ہے۔ جس کے لئے خدا نے اُسے پیدا کیا ہے۔ پس جب کوئی شخص اس قانون کو توڑتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے۔ لیکن ہر قانونِ شریعت کے توڑنے کا یہ نتیجہ نہیں ہوتا کہ انسان کلی طور پر اپنے مقصد میں ناکام ہو جائے بلکہ اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ یہ تمام قانون مجموعی طور پر انسان کی روح کی پاکیزگی اور بلندی کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن جس طرح قانونِ قدرت کے توڑنے سے ضروری نہیں کہ ہر قانون شکنی کی وجہ سے تباہی اور بربادی آ جائے یا ہر بدپرہیزی کی وجہ سے ضرور بیماری پیدا ہو۔ اسی طرح ضروری نہیں کہ قانونِ شریعت کا یہ حکم ٹوٹ جانے کی وجہ سے انسان اپنے مقصد سے بالکل محروم رہ جائے یا خدا تعالیٰ کا غضب اُس پر نازل ہو جائے۔ کیونکہ شریعت کے تمام احکام اصولی طور پر انسان کی درستی کے لئے مؤثر کئے گئے ہیں اور شریعت کا تمام نظام اسی مقصد کے لئے ہے۔ ایک وسیع نظام جو مختلف طریقوں سے ایک ہی غرض کے لئے اپنا اثر ڈال رہا ہے اگر اُس کا کوئی حصہ اپنا کام کرنے سے عاری رہ جائے تو ضروری نہیں ہوتا کہ نتیجہ مطلوبہ پیدا نہ ہو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس حصہ نے اپنے کام میں کوتاہی کی ہے۔ دوسرے حصوں کا اثر اُس کی کمزوری پر غالب آ جائے اور نتیجہ مطلوبہ پھر بھی پیدا ہو جائے۔

انسان کا وجود ہی ایک مرکب وجود ہے۔ انسان کی زندگی ہوا۔ پانی۔ غذا اور مختلف چیزوں پر انحصار رکھتی ہے بعض دفعہ ان ذرائع میں سے کسی میں کچھ نقص بھی ہو جاتا ہے۔ مگر دوسری چیزوں کے اثر کی وجہ سے وہ بیمار نہیں ہوتا۔ اسی طرح شریعت ہے کہ وہ اُن احکام پر مشتمل ہے جو انسانی روح کی ترقی کے لئے ضروری ہیں اور اُن کا مجموعی اثر انسان کی روحانی ترقی پر پڑتا ہے۔ پس جب تک خدا تعالیٰ کی حکومت یا اس کے انبیاء کی حکومت کے انکار کی روح نہ پیدا ہو جائے صرف غلطی یا کمزوری کی وجہ سے انسانی عمل میں اگر کوئی خامی رہ جائے تو ضروری نہیں۔ ایسی خامی انسان کو اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں ناکام کر دے اور اگر خامی زیادہ بھی ہو۔ تو بھی توبہ اور دعا اس کا ازالہ کر سکتے ہیں۔

قانونِ تمدن اور قانونِ اخلاق

اوپر کے دو قانونوں کے علاوہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ دو اور قانون بھی ہیں۔ ایک قانونِ تمدن اور دوسرا قانونِ اخلاق۔ یہ دونوں قانون درحقیقت قانونِ قدرت اور قانونِ شریعت کی سرحدیں ہیں۔ قانونِ اخلاق قانونِ شریعت کی طرف کی سرحد ہے اور قانونِ تمدن قانونِ قدرت کی طرف کی سرحد ہے۔ اس لئے یہ دونوں قانون کچھ آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ بہت سے تمدنی قانونوں کی بنیاد قانونِ اخلاق پر ہوتی ہے۔ اور بہت سے اخلاقی قانونوں کی بنیاد قانونِ تمدن پر ہوتی ہے۔ انسان چونکہ مدنی الطبع پیدا ہوا ہے۔ اس لئے وہ ان دو قانونوں کا محتاج تھا۔ چونکہ قانونِ تمدن قانونِ قدرت سے ملتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کا اختیار زیادہ تر بنی نوع انسان کو دیا ہے اور چونکہ قانونِ اخلاق قانونِ شریعت سے ملتا ہے اس لئے قانونِ اخلاق کو قانونِ شریعت کے اندر داخل کیا گیا ہے۔ گو اس کی بعض شقوں کو بنی نوع انسان کے سپرد بھی کر دیا گیا ہے

تمام دنیا کا نظام ان چاروں قانونوں سے چل رہا ہے۔ قانونِ قدرت میں بھی کسی کا دخل نہیں وہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے۔ اور قانونِ شریعت میں بھی کسی انسان کا دخل نہیں وہ بھی خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے۔ لیکن قانونِ تمدن اور قانونِ اخلاق میں خدا تعالیٰ اور انسانی نظام شریک ہو جاتے ہیں۔ کچھ راہنمائی خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ اور کچھ اختیار انسان کو دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح خدا اور بندے کے تعاون سے اس دنیا کا نظام بہتر سے بہتر بنایا جاتا ہے۔ جب تک یہ دو دریا متوازی چلتے رہتے ہیں۔ اُس وقت تک دنیا میں امن قائم رہتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت کے ساتھ ہی انسان بھی دنیا میں ایک مفید اور بابرکت حکومت قائم کر لیتا ہے۔ اور جب یہ دو دریا مختلف جہات میں بہنا شروع کر دیتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ انسانی عقل کی ندی اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنا راستہ بدل دیتی ہے اور خدائی راہنمائی کی ندی کے ساتھ ساتھ چلنے کی برکت سے محروم ہو جاتی ہے۔ تو دنیا میں فساد اور جھگڑا اور لڑائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دنیا پر نہ خدا کی بادشاہت رہتی ہے نہ انسان کی۔ بلکہ شیطان کی بادشاہت قائم ہو جاتی ہے کیونکہ انسان خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ساتھ ہی انسان بنتا ہے۔ ورنہ وہ وحشی جانوروں میں سے ایک جانور کی طرح ہوتا ہے۔

انسان کا مقید و مختار ہونا

انسان کو خدا تعالیٰ کا مقرب بنانے کیلئے ضروری تھا کہ وہ صاحب اختیار بنایا جاتا۔ اس وجہ سے قرآن کریم بتاتا ہے کہ انسان اس دنیا کے ایک حصہ میں مختار ہے اور ایک حصہ میں مقید ہے۔ وہ مقید ہے قانونِ قدرت کے معاملہ میں اور مختار ہے قانونِ شریعت کے معاملہ میں۔ قانونِ قدرت کے معاملہ میں وہ مقید ہے اس لئے کہ قانونِ قدرت پر عمل کرنے کی وجہ سے کوئی روحانی ترقی حاصل نہیں کرتا اور قانونِ شریعت میں اسے عمل کی آزادی دی گئی ہے اس لئے کہ قانونِ شریعت پر عمل کرنے سے وہ انعام کا مستحق ہوتا ہے۔ اور انعام اسی صورت میں ملا کرتا ہے جبکہ آزادیٔ عمل حاصل ہو۔ جبری طور پر کرائے ہوئے کام کے بدلہ میں انعام نہیں ملا کرتا۔

انسان کی روحانی ترقی

قرآن شریف اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ انسان کی روحانی ترقی بھی اُس کے جسمانی حالات سے متاثر ہوتی ہے اور جس حد تک وہ اس سے متاثر ہوتی ہے اُس کے اعمال یقیناً محدود ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم اس کا جواب یہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ انسانی اعمال کی قیمت اس کے ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے لگائے گا مثلاً ایک شخص لاکھوں روپے کا مالک ہو کر دنیا کی بہتری اور بھلائی کے لئے سو روپیہ خرچ کرتا ہے۔ اور ایک دوسرا شخص چند روپوں کا مالک ہو کر دنیا کی بھلائی کے لئے اپنا سارا مال خرچ کر دیتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے دونوں کو ایک سا ثواب نہیں ملے گا۔ جس نے چند روپے خرچ کئے تھے گو اُس کے روپے تھوڑے تھے مگر اُسے ثواب زیادہ ملے گا۔ کیونکہ اُس کے ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جائیگا کہ اُس نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

(باقی دیکھئے تعلیم صفحہ ۲۳)

خطبہ بقیہ صفحہ نمبر ۳

کا اقرار کریں۔ سو

ہمارا قصور

اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ قرآن کریم کے مطابق ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم غالب آئیں گے۔ لوگوں نے تختیاں دوسروں پر بھی کی ہیں۔ لیکن کسی کو یہ کہنے پر مجبور نہیں کیا۔ کہ تم کہو ہم جھوٹے ہیں۔ سو اگر خدا تعالیٰ نے اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم جیتو گے۔ تو اس میں ہماری کیا غلطی ہے کہ ہم سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے۔ گو کھلے لفظوں میں نہیں۔ لیکن مطلب یہی ہوتا ہے۔ کہ تم یہ نہ کہو۔ کہ ہم جیتیں گے۔ بلکہ یہ کہو کہ ہم ہارنے والے ہیں۔ مگر ہم نے تو قرآن کی بات ماننی ہے لوگوں کی نہیں قرآن کریم کے مطابق ہم یہی کہتے ہیں کہ ہم حزب اللہ ہیں۔ اور ہم جیتیں گے۔ اور اگر لوگ ہم سے کہیں۔ کہ نعوذ باللہ خدا اور رسول جھوٹے ہیں۔ تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔

ہم تو وہی کہیں گے جو قرآن کہتا ہے

اور پھر یہ غلط ہے۔ کہ اس سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ خواہ کسی کو [illegible] لگے۔ جو اس کو برا منتا ہے۔ تو قرآن کریم کی آیت بدل دے۔ مگر جب تک قرآن کریم کی آیت موجود ہے۔ ہم یہی کہتے رہیں گے۔ کوئی ان [illegible] تو یہ [illegible] زیادہ کہتے ہیں کہ ہم ہاریں [illegible] حزب اللہ کے کہنے میں [illegible] ہے۔ اس سے ان کے دل جلتے ہیں تو جلتے رہیں۔ خدا کے حکم ٹلا نہیں کرتے۔

حزب اللہ بہرحال جیتیں گے

اگر اس سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ اعلان کر دیں۔ کہ وہ ہاریں گے۔ وہ دنیا میں نہیں پھیلیں گے۔ اور اگر وہ یہ کہہ بھی دیں۔ تو وہ دیانتدار نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ حزب اللہ جیتا کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو حزب اللہ سمجھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں وہ حکام جو ان کی پیٹھ پر ہیں۔ وہ بھی بددیانت ہیں۔ وہ جن کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ وہ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ جیتیں گے۔ خدا کے حکم کو چھپانے والا مردود ہوتا ہے۔ پس ہم جیتیں گے۔ خواہ ہمارا ایسا کہنا کسی کو اچھا نہ لگے۔ اگر وہ دیانتدار ہیں تو کہہ دیں کہ وہ ہاریں گے۔ اور اگر وہ ایسا کہہ دیں۔ تو بے شک ہم ان کو دیانتدار سمجھ لیں گے۔

الفضل

ہم انشاء اللہ واپس جائیں گے

محمد آباد اور احمد آباد کے راستہ سے جائیں گے کیونکہ اس طرف اکثر جماعتیں ہیں۔ منگل کے روز ہم بارہ بجے کی گاڑی سے روانہ ہوں گے۔ دوستوں کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔

اچھّی مائیں

تربیت اولاد کے دس سُنہری گُر

از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ مدظلہ العالی

جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے اسلام نے حقوق کے معاملہ میں مرد و عورت کے لئے برابر کا درجہ تسلیم کیا ہے اور واضح الفاظ میں اعلان فرمایا ہے کہ لَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ۔ یعنی "مردوں کے ذمہ عورتوں کے اُسی طرح کے حقوق ہیں۔ جس طرح کہ عورتوں کے ذمہ مردوں کے حقوق ہیں"۔ لیکن حقوق کے معاملہ کو چھوڑ کر جہاں تک اولاد کی ابتدائی تربیت کا سوال ہے عورت کو اپنے فطری قویٰ اور اپنے جنسی حالات کی وجہ سے مرد کی نسبت بہت زیادہ ذمہ داری کا مقام حاصل ہے۔ بیشک کئی جہات سے مرد کی بہت زیادہ ذمہ داریاں عورت کی ذمہ داریوں کی نسبت بہت زیادہ بھاری ہیں۔ لیکن بچوں کی تربیت کا پہلو اتنا نازک اور اتنا اہم ہے اور اس کا اثر بھی اتنا گہرا اور اتنا وسیع ہے کہ جو عورت اس ذمہ داری کو کامیابی کے ساتھ ادا کرتی ہے اس کا وجود ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یقیناً قوم کے لئے بہت بڑی عزت اور بہت بڑے فخر کا موجب ہے اور اس جہت سے ہر قدر دان انسان کی عقیدت کے پھول اپنی ماؤں اور بہنوں کے قدموں پر نچھاور ہونے چاہئیں۔

عورت رسولِ خدا کی محبوب ہستی ہے

عورت کے اسی مخصوص مقام کی وجہ سے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:-

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ النِّسَاءُ وَ الطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔

"یعنی اے لوگو! تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے دو چیزیں مجھے بہت زیادہ محبوب ہیں۔ ایک عورت اور دوسرے خوشبو۔ مگر میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے"۔

اپنے آقا کے ان الفاظ پر عورت جس قدر بھی فخر کرے اس کا حق ہے۔ اور ہم اس فخر میں اس کے ہمنوا ہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ خدا کی ہر نعمت اپنے ساتھ بعض مخصوص ذمہ داریاں بھی لاتی ہے اور جو عورت نعمت کے پہلو کو تو شوق کے ہاتھوں سے قبول کرتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ لگی ہوئی ذمہ داریوں کے پہلو کی طرف سے غافل رہتی ہے وہ خدا کے حضور ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی اور نہ وہ محض نعمت کے پہلو کو حاصل کر کے ملک و قوم کی محسنہ بن سکتی ہے۔ پس میں اپنے مختصر نوٹ میں اپنی بہنوں کو ان کی اُن ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جو اولاد کی تربیت کے تعلق میں اُن پر عائد ہوتی ہیں تاکہ وہ اچھی مائیں بن کر ایک طرف خدا کی نعمت کی قدردان بنیں اور دوسری طرف قوم اور جماعت کی آئندہ نسل کو ترقی کے راستہ پر ڈال کر ملک و قوم کی محسنہ بننے کا شرف حاصل کریں۔

مسلمان مردوں کو ہمیشہ دیندار عورتوں کے ساتھ شادی کرنی چاہیئے

اس تعلق میں سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ مبارک ارشاد میرے سامنے آتا ہے جو آپ نے بیوی کے انتخاب کے تعلق میں مردوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

تُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِھَا وَ لِحَسَبِھَا وَ لِجَمَالِھَا وَلِدِیْنِھَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ۔

"یعنی بیوی کا انتخاب چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ مال و دولت کی بناء پر بیوی کا انتخاب کرتے ہیں۔ بعض حسب و نسب پر اپنے انتخاب کی بنیاد رکھتے ہیں۔ بعض عورت کے حسن و جمال کو دیکھتے ہیں۔ اور بعض دین اور اخلاق کے پہلو کو مقدم کرتے ہیں۔ مگر اے مردِ مومن تو اخلاق اور دین کے پہلو کو مقدم کیا کر ورنہ تیرے ہاتھ ہمیشہ خاک آلود رہیں گے"۔

اس لطیف حدیث میں ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف مسلمانوں کے گھروں کی موجودہ خانگی خوشی کی بنیاد قائم فرمادی ہے بلکہ اُن کی آئندہ نسلوں کی بہتری اور بہبودی کے سوال کو بھی ایک ایسے مضبوط اور دائمی کڑے کے ساتھ باندھ دیا ہے جو ٹوٹنے کا نام نہیں جانتا۔ ظاہر ہے کہ ایک اچھی اور نیک بیوی جو دیندار بھی ہو اور خوش اخلاق بھی ہو (کیونکہ دین کے لفظ میں یہ دونوں باتیں شامل ہیں) صرف اپنے خاوند کے لئے ہی خوشی اور راحت کا موجب نہیں ہو گی۔ بلکہ لازماً اپنی اولاد کی تربیت کے حق میں بھی بہت مبارک ثابت ہو گی اور اس طرح حال اور مستقبل دونوں کی خوشیوں کے مکمل ہونے سے ایسا گھر حقیقتاً جنت کا نمونہ بن جائے گا۔ یہ خیال کرنا کہ اس حدیث میں تو صرف مرد کے لئے حکم ہے کہ وہ دیندار عورت سے شادی کرے اور عورت کے لئے کوئی حکم نہیں ایک بالکل باطل خیال ہے کیونکہ جب مرد کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ نیک بیوی تلاش کرے تو لازماً اس حکم میں یہ ضمنی حکم بھی شامل ہے کہ مسلمان عورتیں بھی نیک اور دیندار بنیں کیونکہ اگر دنیا میں دیندار عورتیں ہوں گی ہی نہیں تو مردوں کو دیندار بیویاں ۔۔ میسر کیسے آئیں گی؟ پس حدیث میں درحقیقت یہ دُہرا حکم شامل ہے کہ:-

(۱) مسلمان عورتیں دیندار اور با اخلاق بنیں ورنہ کوئی دیندار مرد ان کے رشتہ پر راضی نہیں ہو گا اور نہ اُن کی آئندہ نسل دیندار بن سکے گی۔

(۲) مسلمان مرد دیندار اور با اخلاق عورتوں کے ساتھ شادی کریں تاکہ نہ صرف ان کا اپنا گھر جنت کا نمونہ بنے بلکہ اُن کی اولاد کے واسطے بھی دائمی جنت کے دروازے کھُل جائیں۔

یہ وہ دُہری غرض ہے جس کے ماتحت ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ زریں ارشاد جاری فرمایا ہے۔ لہٰذا مردوں اور عورتوں دونوں کو چاہیئے کہ اس مبارک ارشاد کو اپنے لئے شمع ہدایت بنا کر دائمی راحت اور دائمی سرور اور دائمی برکت کا ورثہ پانے کی کوشش کریں۔

نیک ماں نیک اولاد پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے

پس اولاد کی تربیت کے تعلق میں پہلی ہدایت اسلام کی یہ ہے کہ مرد دیندار عورتوں کے ساتھ شادی کریں اور ہر ماں خود دیندار بننے کی کوشش کرے کیونکہ بے دین ماں دینی تربیت کی اہلیت نہیں رکھتی۔ بے شک قرآن مجید یہ بھی فرماتا ہے:-

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ۔ (یعنی خدا مُردوں میں سے زندے پیدا کر دیتا ہے اور زندوں میں سے مُردے پیدا کر دیتا ہے) اور اس طرح بعض اوقات بُرے ماں باپ کے بچے نیک ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات اچھے ماں باپ کے گھر میں بُرے بچے بھی جنم لے لیتے ہیں بلکہ خدا تعالےٰ نے ایک طرف مسلمانوں کو ہوشیار کرنے کے لئے اور دوسری طرف انہیں مایوسی سے بچانے کے لئے قرآن مجید میں اس کی بعض مثالیں بھی بیان کی ہیں۔ کہ کس طرح ایک بُرے گھر میں اچھا بچہ پیدا ہو گیا اور ایک اچھے گھر میں بُرا بچہ نکل آیا مگر عام قاعدہ یہی ہے کہ نیک اولاد پیدا کرنے اور اولاد کو اچھی تربیت دینے کی جو اہلیت ایک نیک ماں رکھتی ہے وہ ہرگز ہرگز ایک بے دین ماں کو حاصل نہیں ہوتی۔ لاکسار راقم الحروف نے بڑے غور کی نظر سے ہزاروں گھروں کے حالات کو دیکھا ہے اور گویا اُن کے اندرونِ خانہ میں جھانک کر تجسس کی نظر دوڑائی ہے مگر میں اس کے سوا کسی اور نتیجہ پر نہیں پہنچا کہ نیک اولاد پیدا کرنے اور نیک بچے بنانے میں ظاہری اسباب کے ماتحت سو فی صدی حصہ دیندار ماؤں کا ہوتا ہے۔ اچھی ماؤں کی نگرانی میں پرورش پانے والے بچے نہ صرف دن رات اپنی ماں کے نیک اعمال (یعنی نماز، روزہ، تلاوت قرآن، صدقہ و خیرات، جماعتی کاموں کے لئے چندے، خدا و رسول کی محبت، دینی غیرت وغیرہ) کے نظارے دیکھتے ہیں۔ بلکہ جس طرح وہ اپنی ماں کے اعمال کو دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کی ماں بھی شب و روز اُن کے اعمال کو دیکھتی ہے۔ اور ہر خلافِ اخلاق بات اور خلافِ شریعت حرکت پر اُن کو ٹوکتی اور شفقت و محبت کے الفاظ میں اُنہیں نصیحت کرتی رہتی ہے ماں کا یہ فعل جو اس کی اولاد کے لئے ایک دلکش شیریں اُسوہ ہوتا ہے۔ اور ماں کا یہ قول جو اس کے بچوں کے کانوں میں شہد اور تریاق کے قطرے بن کر اُترتا چلا جاتا ہے۔ اُن کے گوشت پوست اور ہڈیوں تک میں سرائت کر کے اور اُن کے خون کا حصہ بن کر انہیں گویا ایک نیا جسم دے دیتا ہے۔ کاش دنیا اس نکتہ کو سمجھ لے۔ قوموں کے لیڈر اس نکتہ کو سمجھ لیں۔ خاندانوں کے بانی اس نکتہ کو سمجھ لیں۔ گھر کا آقا اس نکتہ کو سمجھ لے۔ بچوں کی ماں اس نکتہ کو سمجھ لے اور کاش بچے بھی اس نکتہ کو سمجھ لیں کہ اولاد کی تربیت کا بہترین فطری آلہ ماں کی گود ہے۔ پس اے احمدیت کی فضا میں سانس لینے والی بہنو اور بیٹیو! اور اے آج کی ماؤ اور اے کل کو ماں بننے والی لڑکیو! اگر قوم کو تباہی کے گڑھے سے بچا کر ترقی کی شاہراہ کی طرف لے جانا ہے تو سنو اور یاد رکھو کہ اس نسخہ سے بڑھ کر کوئی نسخہ نہیں کہ اپنی گودوں کو نیکی کا گہوارہ بناؤ۔ اپنی گودوں میں وہ جوہر پیدا کرو جو بدی کو مٹاتا اور نیکی کو پروان چڑھاتا ہے۔ جو شیطان کو دور بھگاتا اور انسان کو رحمٰن کی طرف کھینچ لاتا ہے۔

بچہ کی ولادت کے ساتھ ہی اسکی تربیت کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے

ماں کی نیکی کے بعد خود اولاد کی تربیت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ بچے کی تعلیم و تربیت کا زمانہ کس وقت سے شروع ہونا چاہیئے۔ اس معاملہ میں اکثر ماں باپ اس خطرناک غلطی میں مبتلا رہتے ہیں۔ کہ بچپن تو کھیل کود اور آزادی اور بے قیدی

کا زمانہ ہے۔ جب بچہ ذرا بڑا ہو لے گا تو پھر اس کی تربیت کا وقت آئے گا۔ یہ نظریہ سخت مہلک اور اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیداً ارشاد فرمایا ہے کہ ایک بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں سب سے پہلی آواز اذان کی پہنچاؤ کیونکہ اذان کے الفاظ میں نہ صرف اسلام کی تعلیم کا خلاصہ آجاتا ہے بلکہ اس میں ایک زبردست دعوت کا رنگ بھی ہے۔ جس میں گویا مخاطب کو آواز دے کر بلایا جاتا ہے کہ اے سننے والے ادھر کان دھر اور صلوٰۃ اور فلاح کے رستہ پر گامزن ہوتا ہوا اس طرف چلا آ۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک ارشاد میں یہ صریح اشارہ ہے کہ بچہ کی تربیت اس کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو جانی چاہیئے۔ یہ خیال کہ شروع میں تو بچہ کچھ سمجھتا ہی نہیں بالکل غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ اول تو خواہ وہ الفاظ کو سمجھے یا نہ سمجھے بہرحال کسی نہ کسی رنگ میں اس کی ولادت کے ساتھ ہی اس کے تاثر و تاثیر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور دماغ کے غیر شعوری حصہ میں کچھ نہ کچھ نقش جمنے لگ جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں اس ہدایت میں والدین کے لئے بھی یہ سبق ہے کہ خواہ تمہارے خیال میں بچہ کا یہ زمانہ غیر شعوری زمانہ ہی ہو تمہیں ابھی سے اس کی تربیت کی فکر ہونی چاہیئے۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اس کے **شعور کا زمانہ** کب شروع ہوتا ہے۔ پس ممکن ہے کہ تم اُسے ایک گم صم بُت سمجھ کر نظر انداز کر دو۔ اور وہ اندر ہی اندر ماحول کا بُرا اثر قبول کر کے خراب ہونا شروع ہو جائے۔

بہرحال اسلامی تعلیم کے مطابق بچوں کی تربیت کا زمانہ ان کی ولادت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہ ماں باپ بڑے ہی بدقسمت ہیں جو اپنے بچہ کے چند ابتدائی سال اس غفلت میں گذار دیتے ہیں کہ ابھی وہ تربیت کے قابل نہیں ہوا۔ بچے کی آنکھوں کے سامنے زہر آلود اور حیاسوز نظارے آتے ہیں اور نادانی سے خیال کیا جاتا ہے کہ ابھی بچہ ان باتوں کا شعور نہیں رکھتا۔ بچہ کے کانوں میں خلاف اخلاق اور خلاف شریعت باتیں پہنچتی ہیں۔ اور بیوقوفی سے فرض کر لیا جاتا ہے کہ بچہ ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھتا اور نہیں جانتا۔ اور اس سارے عرصہ میں ایک زہریلی فصل کا بیج بچہ کے دل و دماغ میں بویا جا رہا ہوتا ہے۔ بیشک بچہ بسا اوقات اس بیج کی مسمومیت کو نہیں پہچانتا مگر زہر پھر بھی زہر ہے اور اندر ہی اندر اپنا کام کرتا چلا جاتا ہے۔ پس اولاد کی تربیت کا دوسرا سبق یہ ہے کہ ان کی ولادت کے ساتھ ہی ان کی تربیت کا خیال شروع کر دو اور خواہ وہ بظاہر تمہاری بات سمجھیں یا نہ سمجھیں تم یہی سمجھو کہ وہ تمہارے ہر فعل کو دیکھ رہے ہیں اور ہر قول کو سُن رہے ہیں۔ یہ ایک نہایت لطیف نفسیاتی نکتہ ہے جو ہماری شریعت نے ہمیں سکھایا ہے۔ اور ہر مسلمان باپ اور ہر مسلمان ماں کا فرض ہے کہ وہ بچوں کے متعلق اپنے تربیتی پروگرام کو اس نکتہ کی روشنی میں مرتب کرے دیکھو یہ ایک ہوائی سی بات ہے کہ جس مذہب نے یہ تعلیم دی ہے کہ خاوند اور بیوی بچہ کی ولادت سے بھی پہلے آپس میں ملتے ہوئے اپنے ہونیوالے بچہ کے متعلق شیطان سے دور رہنے اور خدا کی پناہ میں آنے کی دعا مانگیں کیا وہ بچہ کی ولادت کے بعد اُسے کئی سال تک تربیت اور اخلاقی نگرانی کے بغیر رہنے دے گا؟ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تَصِفُوْنَ۔

قرآن ایمانی اور عملی تربیت کا مکمل ضابطہ ہے

اس کے بعد بچہ کی بلاواسطہ تربیت کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ اس کے متعلق یہ سوال کہ بچے کو کیا تربیت دی جائے۔ ایک مسلمان کے لئے طے شدہ سوال ہے۔ ہماری ساری تربیت اخلاقی اور روحانی بلکہ ایک حد تک جسمانی اور مالی کا بھی مکمل ضابطہ قرآن شریف میں موجود ہے جس کی عملی تفسیر رسولِ خدا کی سنت اور قولی تشریح احادیث صحیحہ ہیں اور اسی ضابطہ کے احیاء اور تجدید کے لئے ہماری جماعت کے مقدس امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ پس ہمارے لائحہ عمل کا تو کوئی سوال نہیں وہ پہلے سے موجود ہے اور اپنے ساتھ ابدی زندگی کی اجارہ داری لے کر آیا ہے۔ یہ وہی ضابطہ ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق بیان کرتے ہوئے ہماری مادر مشفق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خُلُقُهُ كُلُّهُ الْقُرْآنُ یعنی آپ کا تمام خلق قرآن تھا۔ اور آپ قرآنی تعلیم کی مجسم تصویر بن کر آئے تھے۔ اور اسی کے پیش نظر خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ یعنی "اے مسلمانو! تمہارے لئے رسول خدا کی زندگی میں ایک کامل نمونہ موجود ہے"۔ پس تربیت کے ضابطہ کی تلاش کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ ہاں یہ سوال ضرور ہے کہ بچوں کی تربیت سے تعلق رکھنے والی بہت سی باتوں میں سے کن باتوں کو مقدم کیا جائے۔ سو اس کے متعلق میں اپنے اس مختصر مضمون میں صرف ایک قرآنی آیت اور ایک حدیث پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ اس سے زیادہ اس مضمون میں گنجائش نہیں۔ قرآن مجید کے بالکل شروع میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

"یعنی یہ قرآن متقیوں کے لئے ہدایت نامہ ہو کر آیا ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُنہیں دیا ہے اس میں سے (ہمارے رستہ میں) خرچ کرتے ہیں"۔

یہ لطیف قرآنی آیت جو قرآن مجید کے بالکل شروع میں آتی ہے۔ اسلامی تعلیم کا ایک ایسا خلاصہ پیش کرتی ہے۔ جس سے بہتر خلاصہ تصور میں نہیں آسکتا ظاہر ہے کہ دین تین حصوں میں تقسیم شدہ ہے۔ اول ایمان کا حصہ جو زبان کی شہادت اور دل کی تصدیق سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسرے عمل کا حصہ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی دو شاخوں میں منقسم ہے۔ یعنی بعض حقوق خدا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور بعض بندوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ یہ قرآنی آیت ان تینوں حصوں یعنی ایمان باللہ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کے متعلق اسلامی تعلیم کا مرکزی نقطہ پیش کرتی ہے۔ اور اسے قرآن شریف کے شروع میں رکھ کر اس کی اہمیت اور افضلیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ایمانی تربیت کا مرکزی نقطہ

ایمان کے متعلق یہ آیت بیان کرتی ہے کہ ایمانیات کی بنیاد غیب پر ہے یعنی بعض ایسی نہ نظر آنے والی چیزوں پر ایمان لانا جو انسان کے اخلاق اور روحانیت کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں۔ یہ چیزیں اسلام کی تعلیم کے مطابق خدا اور اس کے فرشتے اور اس کی کتابیں اور اس کے رسولؑ اور یوم جزا و سزا اور تقدیر خیر و شر ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان سب چیزوں پر جو جسم کی آنکھوں سے تو نظر نہیں آتیں مگر دل اور دماغ کی روشنی سے دیکھی جاتی ہیں ایمان لائے کیونکہ ان پر ایمان لانے کے بغیر انسان کے دین کی عمارت اور انسان کے عمل صالح کی بنیاد مکمل نہیں ہو سکتی۔ پس احمدی ماؤں کا پہلا فرض اپنی اولاد کو اس بنیادی ایمان پر قائم کرنا ہے۔ ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہیئے۔ کہ میرا ایک خدا ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور جو میرا حاکم و مالک ہے اور مجھے اس کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنا چاہیئے ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہیئے کہ دُنیا کے نظام کو چلانے کے لئے خدا نے فرشتے بنائے ہیں۔ جو بظاہر نظر نہ آنے کے باوجود لوگوں کے دلوں میں نیکیوں کی تحریک کرتے اور بدیوں سے روکتے ہیں۔ ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہیئے کہ خدا نے دنیا میں وقتاً فوقتاً لوگوں کی ہدایت کے لئے مختلف کتابیں نازل کی ہیں۔ اور ان سب میں سے آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن مجید ہے۔ جس پر عمل کرنے کے بغیر انسان نجات نہیں پا سکتا۔ ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہیئے کہ لوگوں کو پیغام ہدایت پہنچانے اور ان کے لئے پاک نمونہ بننے کے لئے خدا ہر زمانہ میں اپنے رسول بھیجتا رہا ہے۔ اور ان میں سے آخری صاحب شریعت رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو تمام نبیوں کے سردار اور خاتم النبیین اور افضل الرسل ہیں۔ جن کے دین کی خدمت اور تجدید کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا ہے۔ ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہیئے کہ موت کے بعد ایک اور زندگی بھی ہے۔ جس میں جزا سزا کی تیاری کے لئے انسان کو اپنے اعمال کا جوابدہ ہونا پڑے گا اور بالآخر ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات بھی راسخ ہونی چاہیئے کہ روحانی ہدایت ناموں کے علاوہ دنیا کا مادی کارخانہ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے قانون قضا و قدر کے ماتحت چل رہا ہے۔ خواہ وہ قانون خیر سے تعلق رکھتا ہے یا شر سے۔ یہ سب باتیں ہر احمدی بچے کے دل میں بچپن سے ہی اس طرح راسخ ہونی چاہئیں کہ بعد کی زندگی کا کوئی طوفان خواہ وہ کتنا ہی خطرناک ہو اسے اس عقیدہ سے متزلزل نہ کر سکے۔ اور احمدی بچوں کے دلوں میں حسن قول اور حسن فعل کے ذریعہ یہ ایمان پیدا کرنا احمدی ماؤں کا کام ہے اگر پانی جیسی سیال چیز قطرہ قطرہ گر کر پتھر جیسی سخت چیز میں دائمی نقش پیدا کر سکتی ہے تو ماں کی شب و روز کی نصیحت بچوں کے دلوں میں کیوں یہ غیر فانی ایمان پیدا نہیں کر سکتی؟ مگر آجا کے بات یہیں آجاتی ہے کہ ماں خود دیندار ہو۔ ہمارے رسولؐ پر خدا کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں آپؐ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:۔

عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔

"یعنی اے مسلمان مرد! تیرا فرض ہے کہ دیندار بااخلاق بیوی سے شادی کر ورنہ تیرے ہاتھ ہمیشہ خاک آلود رہیں گے"۔

عمل کے میدان میں دو بنیادی نیکیاں

ایمان کے بعد اعمال کا مرحلہ ہے جن میں سے اوپر کی آیت میں دو بنیادی عملوں کو منتخب کیا گیا ہے۔ ان میں

ایک نماز ہے اور دوسرے انفاق فی سبیل اللہ (یعنی خدا کے رستہ میں خرچ کرنا) ہے اور حق یہ ہے کہ یہ دو عمل حقیقتاً اسلام کی جان ہیں اور باقی سب اعمال انہی دو عملوں کی شاخیں اور انہی دو نہروں کے راجباہے ہیں۔ نماز خدا کا حق ہے۔ جو خدا کے ساتھ بندے کا ذاتی تعلق قائم کراتا اور اس کے عظیم الشان پاور سٹیشن کے ساتھ بندے کے دل کی تاروں کا جوڑ ملا کر اسکے سینہ میں ایک دائمی شمع روشن کر دیتا ہے۔ اور دوسری طرف انفاق فی سبیل اللہ بندوں کا حق ہے۔ جس کے ذریعہ نہ صرف جماعت اور قوم کے مشترکہ کاموں یعنی تبلیغ اور تعلیم وغیرہ کا بوجھ اُٹھایا جاتا ہے۔ بلکہ امیروں کی دولت کا ایک حصہ کاٹ کر غریبوں کی حالت کو بھی بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو یہی دو باتیں یعنی نماز اور انفاق فی سبیل اللہ ساری اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہیں۔ خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرو اور جماعتی کاموں میں حصہ لو۔ دل میں خدا کی محبت کی لَو لگاؤ اور خدا کے دیئے ہوئے رزق میں سے قوم کا اور اپنے غریب بھائیوں کا حصہ نکالو۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

(یعنی نیک لوگ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں) کے الفاظ میں یہ اشارہ بھی کیا گیا ہے کہ صرف اپنے مال میں سے ہی خرچ کرنے کی طرف دھیان نہ رکھو۔ بلکہ ہر وہ چیز جو تمہیں خدا کی طرف سے رزق کے طور پر ملی ہے اس میں سے خدا کا اور بندوں کا حق ادا کرو اب دیکھو کہ جس طرح مال خدا کا رزق ہے اسی طرح انسان کے قویٰ بھی خدا کا رزق ہیں۔ انسان کے اوقات بھی خدا کا رزق ہیں اور انسان کا علم بھی خدا کا رزق ہے۔ پس مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کی ہدایت کا تقاضا ہے کہ ان تمام قسم کے رزقوں میں سے خدا کا اور اس کے بندوں کا حصہ نکالا جائے۔ مال میں سے زکوٰۃ اور صدقہ اور چندہ دیا جائے۔ دل و دماغ کی طاقتوں کے ذریعہ ملک و قوم کی خدمت کی جائے۔ وقت کا کچھ حصہ دینی اور جماعتی کاموں میں لگایا جائے اور خدا کے دیئے ہوئے علم سے دنیا کو فائدہ پہنچایا جائے۔

نماز اور خدا کے رستہ میں خرچ کرنا { پس ایمان قائم کرنے کے بعد ماؤں

کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں میں دو بنیادی نیکیاں راسخ کرنے کی کوشش کریں یعنی ایک تو ان کے دل میں بچپن سے ہی نماز کا شوق پیدا کریں اور اس کا عادی بنائیں اور دوسرے بچوں میں یہ عادت پیدا کریں کہ وہ جماعتی کاموں میں حصہ لیں اور کچھ نہ کچھ رقم خواہ وہ کتنی ہی قلیل ہو اپنے ہاتھ سے چندہ کے طور پر دیا کریں۔ نماز پڑھتے ہوئے ان کے دل میں یہ احساس ہو (اور اس احساس کا پیدا کرانا ماؤں کا کام ہے) کہ ہم خدا کے سامنے کھڑے ہو رہے ہیں۔ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اور ہم اُسے دیکھ رہے ہیں۔ اور چندہ دیتے ہوئے یہ محسوس کریں کہ ہم اپنی قوم اور جماعت کا بوجھ بٹا رہے ہیں۔ اگر یہ دو ظاہری عمل اور یہ دو باطنی جذبے احمدی ماؤں کے ذریعے احمدی بچوں میں قائم ہو جائیں تو خدا کے فضل سے ہماری جماعت کا مستقبل محفوظ ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے اس حکم کو اپنے بالکل شروع میں بیان کیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ یہ دو عمل اسلام کی جان ہیں جن سے مسلمان بچوں کی تربیت کا آغاز ہونا چاہیئے۔ ہر احمدی بچہ نماز کا پابند اور اس کا شائق ہو۔ اور ہر احمدی بچہ اپنے آپ کو ایک فدائی جماعت کا فرد سمجھتے ہوئے اس کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کی تڑپ رکھے۔ یہ وہ دو زبردست کھونٹے ہیں جن کے ساتھ بندھ کر ہر بچہ تمام قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے اس کی ایک تار خدا سے ملتی ہے جو ایک نہ ٹوٹنے والا دائمی سہارا ہے۔ اور اس کی دوسری تار جماعت سے ملتی ہے جو اس کے لئے ایک آہنی قلعہ سے کم نہیں۔

پس اے احمدی ماؤ! اے اسلام کی بیٹیو! آج سے اس بات کا عہد کرو کہ تم اپنے بچوں میں یہ دو نیکیاں بہرحال پیدا کرنی ہیں۔ تم نے انہیں نماز اور دعاؤں کا پابند بنانا ہے۔ اور ان میں ایک فدائی جماعت کا فرد ہونے اور اسکے لئے وقت اور مال کی قربانی کرنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے دیکھو ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضمانت دی تھی مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس کی قدر نہیں کی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جو مسلمان مجھے اپنے دو عضووں کی ذمہ داری دے۔ ایک زبان جو عضو نہانی ہے دوسرا (تو میں) ایسے مسلمان کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ مگر یہاں ہمارے آقا کا بھی آقا دُنیا کا واحد خالق و مالک خدا جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں ہیں ایک ابدی ضمانت دیتا ہے اسے تو قبول کرو۔ فرماتا ہے:-

اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ..... اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

"یعنی جو لوگ نماز کو قائم کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں ..... وہی ہماری طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور یقیناً وہی بالآخر بامراد ہوں گے۔"

اے احمدی ماؤ! یہ تعویذ ہے جو تمہارے بچوں کی دائمی حفاظت کے لئے زمین و آسمان کا خدا پیش کرتا ہے۔ اسے شوق کے ہاتھوں سے قبول کرو کہ اس سے زیادہ پختہ اور اس سے زیادہ سستا سودا تمہیں کہیں نہیں ملیگا۔ یہ تعویذ کیا ہے؟

نماز اور خدا کے رستہ میں خرچ کرنا

(باقی)

ایک روحانی بیماری اور اُس کے دور کرنے کا طریقہ

جس طرح دنیا میں انسان کے ساتھ مختلف اقسام کے جسمانی عوارض لگے ہوئے ہیں جن کا بروقت علاج نہ کرنے کی صورت میں اسکی صحت برباد ہو کر بالآخر داعی اجل کو لبیک کہتا ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ذہنی طور پر بعض افراد جماعت اخلاقی لحاظ سے ایسے ہی روحانی امراض کے شکار ہوتے ہیں کہ خود ان کو اس بات کا احساس ہوتا ہے اور اسکی وہ پرواہ کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنی قوم کی تباہی کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اسباب کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ بسا اوقات امراض روحانی وہم سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسے وہم سے جسمانی بیماریاں ہو جانا طبی لحاظ سے ثابت ہے ویسے ہی روحانی بیماریوں کا خطرناک اثر ہوتا ہے۔ کہانی مشہور ہے کہ چند لڑکوں نے مل کر اپنے استاد کو بیمار بیمار کہہ کر حقیقی بیماری میں مبتلا کر دیا اور مدرسہ میں تعطیل منائی۔

یہی حال انسان کی روحانی بیماریوں کا بھی ہے منجملہ مختلف روحانی بیماریوں کے ایک اشاعت فاحشہ بھی ہے جس کے متعلق قرآن کریم کا فرمان ہے، اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ ...... الیٰ قولہ تعالیٰ ...... لَهُمْ عَذَابٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کئی غیر ذمہ دار اشخاص ترحم خود ناصح بنکر بعض افراد کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں ان کی اصلاح کس طرح ہو اُس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "کئی لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ لوگوں کو بدنام کرنے کے لئے کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہاں کے سب لوگ بدمعاش ہیں اور دوسروں کا حق مارنے والے ہیں۔ پہلے تو کچھ لوگ اس کے خلاف آواز اُٹھانے والے ہوتے ہیں مگر پھر وہ بھی کہنے لگ جاتے ہیں کہ اگر ایسے لوگ ہیں تو اپنے گھر ہیں۔ ہمیں اس سے کیا اور پھر اس سے آگے بڑھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں تو سہی مگر ہم کیا کریں۔ اور پھر آہستہ آہستہ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ وہ بھی کہنے لگ جاتے ہیں کہ سب لوگ بدمعاش اور بدمعاش ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بات پر کان نہیں دھرنا چاہیئے ورنہ خود بھی انسان بُرائی میں مبتلا ہو جاتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص کسی پر الزام لگاتا ہے وہ خود ایسا ہی ہو جاتا ہے اس طرح قومیں برباد ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جو شخص فحش کی اشاعت کرے اُس کا مقابلہ کرنا چاہیئے اُس سے مطالبہ کرنا چاہیئے کہ جو بُرا ہے اُس کا نام لو۔ عام بات کیوں کہتے ہو کہ سب لوگ ایسے ہو گئے ہیں جو بُرا ہے اس کا نام بتاؤ اور جس بُرائی میں وہ مبتلا ہے وہ بھی بتاؤ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو قوم کے متعلق کہتا ہے کہ بدھو گئی وہی شخص اس کو بدکار بنا دے گا۔ بعض لوگوں کو کہنا کہ ہماری قوم بگڑ گئی ہو گئی۔ یہ خیال قوم کو ایسا ہی بنا دے گا۔ تو ہمیشہ ایسے قومی دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ جو فحش کی اشاعت کرتا ہے۔ اور قوم کو بُرا کہتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہتا ہوں کہ جو قوم نڈر ہو جاتی ہے۔ وہ بھی تباہ ہو جاتی ہے اس لئے اصل علاج یہ ہے کہ ایسے امر کو جو کسی کی بُرائی کے متعلق ہو اُسے اُولو الامر تک پہنچانا چاہیئے تاکہ اُس کی تحقیقات کرے۔ اور پھر اگر ٹھیک ہو تو اُس کی اصلاح کی کوشش کرے۔"

(تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اشاعت فحش جیسی خاص بیماری کے دُور کرنیکا مندرجہ بالا جو طریقہ بتایا ہے وہ کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ یہ بیماری ایک دوسرے شکل میں عام طور پر بعض کاشتکار لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ گو بعض دوسرے لوگ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ بہرحال ہمیں اسبارے میں بہت محتاط رہنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ تعالیٰ نے مزید فرمایا ہے:-

"سچ بات تو یہ ہے کہ اگر ہماری جماعت کا ہر ایک شخص اولیاء اللہ میں سے نہ ہو تو دنیا کو نجات نہیں دلائی جا سکتی اور ہم دنیا میں کوئی تغیر نہیں پیدا کر سکتے۔ یاد رکھو ہمارا مقابلہ دنیا کی موجودہ بدیوں سے نہیں بلکہ ہمارا ذہنی خیالات بد کی رَو سے مقابلہ کرنا بھی ہے۔ اور ہمیں خیالات کے اس دریا کا مقابلہ کرنا ہے۔ جو ہر طرف لہرا رہا ہے۔ پس ہماری پوزیشن بہت نازک ہے۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی روحانی اور اخلاقی بدیوں۔ بیماریوں اور خیالات بد سے محفوظ اور مصئون رکھے۔ آمین۔

خاکسار

سید صمصام الدین احمد حنفی مبلغ اڑیسہ

برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول

(۲)

از جناب مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ بمبئی

(ب) لالہ ہرچند صاحب لدھیانوی فرماتے ہیں :-

"بانیٔ اسلام کی تعلیم میں الفت ومحبت۔ رحم و شفقت عفو و حلم کا اثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بانیٔ اسلام نے دشمنوں کی زبان سے اور اُن کے ہاتھوں سے وہ وہ ظلم برداشت کئے جن پر کمزور سے کمزور آدمی بھی گھبرا کھڑا ہوتا ہے مگر بانیٔ اسلام نے باوجود طاقت کے کبھی ایسے سلوک یا جواب میں زبان ہلانا یا ہاتھ اُٹھانا پسند نہیں کیا۔ مگر افسوس اب دشمنوں کی دشمنی حد سے گذر رہی جاری تھی اور سخت اندیشہ تھا کہ ظالم مشرک اور اُن کے مددگار مسلمانوں کی کمزور جماعت کو پاؤں سے کچل ڈالیں۔ آخر رحم مجسم نبی جس کو خدا نے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ اس امر پر مجبور ہو گیا کہ تلوار کے ذریعہ سے اپنے لوگوں کی حفاظت کرے اور یہ ایک ایسا آخری فیصلہ تھا کہ جس کے سوا اپنے اور اپنے گروہ کے بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہ رہی تھی۔ ہر چند کہ بانی اسلام کی ذات والاصفات سراپا رحم و شفقت تھی اور بانیٔ اسلام کے بس میں ہوتا تو سرزمین عرب میں خون کا ایک قطرہ بھی گرنے نہ پاتا۔ مگر جو لڑائیاں ہوئیں وہ نہایت مجبوری کی حالت میں ہوئیں۔" (دنیا کا ہادیٔ اعظم صفحہ ۴۶)

(ج) گاندھی جی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا میں تحریر فرمایا:-

"میں جوں جوں اس حیرت انگیز مذہب (اسلام) کا مطالعہ کرتا ہوں حقیقت مجھ پر آشکار ہوتی جاتی ہے کہ اسلام کی شوکت تلوار پر مبنی نہیں بلکہ اُس کے خلفاء اولین کی قوت برداشت اُن کی قربانی اور بزرگی پر منحصر ہے"۔

(اسلام اور علمائے فرنگ صفحہ ۴)

پھر فرماتے ہیں:-

"سیرۃ النبی کے مطالعہ نے میرے اس عقیدہ میں مزید پختگی اور استحکام آگیا کہ اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانیت میں رسوخ حاصل نہیں کیا۔ بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی سادگی۔ انتہائی بے نفسی۔ عہود و مواثیق کا انتہائی احترام۔ اپنے رفقاء و متبعین کے ساتھ گہری وابستگی۔ جرأت و بے خوفی۔ اللہ تعالےٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصد ونصب العین کی حقانیت پر کامل اعتقاد۔ اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے۔ جو ہر مشکل اور ہر کاوٹ کو اپنی ہمہ گیر رَو میں بہا لے گئے"۔

(مسلم راجپوت یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء)

(د) بھائی امر سنگھ صاحب ایڈیٹر "شیر پنجاب" فرماتے ہیں :-

"حضرت محمدؐ ساغیروں اور دشمنوں پر عفو اور مروت کا سلوک کرنے والا عالی حوصلہ کون تھا"۔ (شیر پنجاب ۱۱ اپریل ۱۹۲۶ء)

(ہ) لکھپت سائینداس ایڈوکیٹ فرماتے ہیں :-

"بعض ناواقف کہا کرتے ہیں۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔ مگر ان لوگوں کو بتانا چاہیئے کہ وہ تلوار کے دھنی حضرت محمد صاحب نے کہاں سے پیدا کرلئے جنہوں نے بھارت ورش سے کرسپین تک تہلکہ مچا دیا۔ پس یہ صحیح نہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا"۔

(الفضل ۲۱ رمئی ۱۹۲۹ء)

(و) پروفیسر رام دیو جی جو گورو کل کانگڑی کے بہت بڑے ودوان اور ویدک میگزین کے ایڈیٹر تھے نے لاہور میں لیکچر دیتے ہوئے فرمایا کہ :-

"اور یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ امر واقع ہے۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اُٹھائی گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے۔ تو آج کوئی پھیلا کر دکھائے"۔ (اعجاز التنزیل صفحہ ۱۲۶ و صفحہ ۱۲۹)

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی ترقی و شوکت تلوار کی رہین منت نہیں۔ بلکہ اسلام تو اپنی پاکیزہ اور مکمل تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ۔ حلم و مروت اور ہمدردی اور رواداری کے نتیجہ میں پھیلا ہے جس کا اقرار غیر مسلم حضرات بھی کئے بغیر نہیں رہ سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سکھوں کے گورو صاحبان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ پاک اور پوتر اور مقدس انسان ہیں۔ کہ سکھ حضرات کے گورو صاحبان نے بھی اپنے شبدوں میں اُن کی ثنا اور تعریف کی ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنی گہری عقیدت اور دلی محبت کا اظہار کیا ہے

(ا) سکھ مذہب کے پہلے گورو بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ جو ایک صوفی منش اور ولی انسان تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔

(۱) ڈٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول
نانک قدرت دیکھ کر خودی گئی سب بھول
(جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۴۲)

پھر فرماتے ہیں۔

(۲) ہر پیغمبر ہے اک صادق شہد ہے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں در درویش شہید
(دسری راگ محلہ اگرنتھ صاحب)

پھر فرماتے ہیں :-

(۳) اول ناؤں خدا ئیکا در دربان رسول
شیخا نیت راس کر تاں درگاہ پویں قبول
(جنم ساکھی سنگ سبھا والی صفحہ ۱۶۸)

(۴) حق صلاحت محمدی لکھ تکبیں رکھ نیت
غا صہ بندہ ربدا سر منتر ان مت

(۵) م محمد من توں من کتیباں چار
من خدائے رسول نوں سچا ای دربار

یعنی میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور جلوہ دیکھا ہے وہ دیکھ کر مجھے اپنی ہستی بھول گئی۔ اب جو بھی اللہ کے نیک بندے صدیق۔ شہید اور شیخ مشائخ ہیں ان کو اگلے جہان کی برکت تبھی حاصل ہو سکتی ہے جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہیں۔ اول نام خدا کا ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اللہ تعالےٰ کے دربان ہیں پھر انسان تذلل و انکساری اختیار نہ کرے اُس وقت تک اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں قبول نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا:-

محمد صلعم کی تعریف ہمیشہ زبان سے کرتے رہو۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے خاص بندے اور پیارے تھے۔ پھر فرمایا۔ محمد صلعم پر ایمان لاؤ۔ اُن کا دربار سچا ہے۔

(ب) ٹھے پیر معبود خدا ہور کھا ان سنہ رسول
دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسول
(محلہ ۵ گرنتھ صاحب)

یعنی اگر تیرے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو تو کبھی بھی دوزخ میں نہیں پڑ سکتا۔ غرضیکہ سکھ گورو صاحبان نے بھی پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی فرمائی ہے۔ اور اپنی زبان سے اُن کی عقیدت کا اظہار کر کے اُن کی فضیلت و بزرگی کی گواہی دی ہے۔ اگر آج ہمارے سکھ حضرات بھی اپنے گوروؤں کے نقش قدم پر چلیں اور اُن کی اتباع کریں۔ تو یقیناً سکھ و مسلم تعلقات نہایت ہی خوشگوار ہو سکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ اور نبی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف روحانی اعتبار سے نبی اور رسول تھے۔ تو دوسری طرف دنیوی اعتبار سے خدا نے آپ کو بادشاہت عطا فرمائی۔ آپ نے بادشاہت کے فرائض سب ادا کئے۔ مگر حقوق میں سے ایک حق بھی نہ لیا۔ اپنی رعایا کی بالحاظ مذہب وملت جان۔ مال عزت کی حفاظت کی۔ اور ان کے لئے ضروریات زندگی کا اچھے رنگ میں انتظام فرمایا۔ مگر حقوق بادشاہت میں سے ایک حق بھی نہ لیا نہ کبھی تخت پر بیٹھے۔ نہ کبھی تاج پہنا۔ نہ کبھی بادشاہ کہلوایا۔ اور نہ ہی اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ چنانچہ ریورنڈ باسورتھ سمتھ ایک عیسائی مورخ لکھتے ہیں :-

"اتفاق سے جو تاریخ اپنی مثال نہیں رکھتی۔ محمد صلعم نے ایک ہی وقت میں تین چیزوں کی بنیاد ڈالی ہے۔ قوم کی۔ سلطنت کی اور مذہب کی۔ اور ایک ایسا شخص ہو کر جو نہ لکھ سکتا تھا اور نہ پڑھ سکتا تھا۔ آپ نے دنیا کو ایسی کتاب دی ہے جو ایک ہی وقت میں نظم بھی ہے۔ قانون بھی ہے۔ کتاب الدعا بھی ہے۔ اور بشارتوں کی مقدس کتاب بھی ہے۔ آج کے دن تک تمام نسل انسانی کا چھٹا حصہ اُس کی طرز تحریر سچائی۔ اور مقبولیت کی ایک زندہ معجزہ سمجھتا ہے۔ پیغمبر اسلام نے اس ایک معجزہ کا دعوےٰ کیا تھا۔ اُسے قائم اور دائم معجزہ قرار دیا ہے۔ اور یہ واقعی ایک معجزہ ہے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عالمگیر اخوت

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سب دنیا کے لئے ہے اور آپؐ کی دعوت بھی عام تھی۔ اس طرح آپؐ کے دربار میں ہر رنگ ونسل اور قومیت کے افراد نظر آتے ہیں۔ اسلام نے جس مساوات اور اخوت کی بنیاد ڈالی اُسی کا نتیجہ تھا۔ کہ اسلام جلد جلد اور سرعت سے ترقی کرتا چلا گیا چنانچہ بھارت کی مشہور شاعرہ فصیح البیان دیوی سابق گورنر یو۔پی مسز سروجنی نائیڈو دوکنگ میں ایک بڑے مجمع میں تقریر کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

"میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جسے تمام الہامی مذاہب کے دائرہ سے خالی سمجھا جاتا ہے یعنی اسکی بنیاد الہامی کتاب نہیں۔ تاہم میں اپنے آپ کو اس

قابل باقی ہوں۔ کہ اس عالمگیر اخوت کا آپ کے سامنے اعتراف کروں۔ جس کے نقش میرے قلب پر موجود ہیں۔ اور جو حضرت محمد صلعم کی پاکیزہ اور شاندار کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ کس قدر اعلیٰ کامیابی اور خوبی کے ساتھ یہ کام آپ نے کیا۔ ہمارے زمانہ میں نہیں۔ بلکہ آج سے پورے تیرہ صد سال بیشتر۔ اس کا دلی اعتراف کئے بغیر میں نہیں رہ سکتی۔۔۔۔۔ محض زبانی باتیں بنانا کس قدر آسان ہے۔ اور یقیناً کس قدر مشکل ہے کہ اپنی باتوں کو اپنی عملی زندگی میں نمایاں کر کے دکھایا جائے۔ پیغمبر اسلام کو اس عالیشان اور عجیب و غریب صداقت کا پورا علم حاصل تھا۔ اس پاک انسان نے اپنے آپ کو معبودیت اور پرستش کا محل قرار نہیں دیا۔ اُس کو انسان کی طاقت اور کمزوریوں کا پورا علم تھا۔ وہ بنی نوع انسان کے اندر رہتا اُن کے ساتھ بولتا۔ انہی کے ساتھ ملتا پھرتا اور کام کرتا تھا۔ اور وہ خود بھی انسان تھا۔ اور انسانیت کی حدود سے بالاتر حیثیت رکھنے کا دعوےٰ اُس نے کبھی نہیں کیا۔ اپنے رات اور دن کے عملی نمونوں سے اُس مقدس انسان نے یہ شاندار سبق اپنے پیرووں کو سکھایا۔ کہ زبان سے جو کچھ کہنا ہے اور جس بات کی تلقین کرتا ہے اُن پر اُس کا خود بھی عمل پیرا ہونا ضروری اور اُس کے حدِ امکان کے اندر رہے۔ وہ خدا ہو کر دنیا میں نہیں آیا۔ بلکہ انسان اور انسانوں ہی طرح آیا۔

وہ پاک انسان ایک نعمت سے بھرپور۔ تعفن و عداوت سے معمور اور جہالت سے معمور دنیا کی طرف آیا۔ اور اُس صحرا کے اندر جو اُس کی پیدائش کا گہوارہ تھا اس زبردست اور نہ ملنے والی صداقت کا اس پر انکشاف ہوا۔ جو رب العالمین کے دو پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے۔ یعنی اُس خدا کو آپ نے پیش کیا۔ جو تمام اقوام اور تمام مذاہب کا ایک ہی خدا ہے۔ اور یہ وہ عالیشان صداقت ہے جس کے پورے علم سے دنیا کو مستفید کرنے کے لئے یہ ضروری ٹھہر جاتا ہے کہ اُسے اپنے عمل کے ذریعہ سے اچھی طرح نمایاں کر کے دکھایا جائے۔ اور توحیدِ الٰہی کے قائل کل بنی نوع انسان کے سچے وفادار بن جائیں۔ یہاں اس سچی اور خالص جمہوریت کا وہ رنگ پایا جاتا ہے۔ جو اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانہ کی نام نہاد جمہوریتوں کی بے حقیقت اور قابل اعتراض اشکال سے کوسوں دور اور بدرجہا اولیٰ ہے۔ یہ وہ رنگ ہے جس کو اعلیٰ قرار دیا جا سکتا ہے اسی کو نہ آپ کا مذہب (عیسائیت) پیدا کر سکا اور نہ ہی میرا مذہب (ویدک دھرم) جو تاریخ میں قدیم اور بہت پرانا ہے اس کی تخلیق کا موجب ہوا۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک مساعی کا نتیجہ ہے۔“

(پیغام صلح ۸/۵ ؁ بحوالہ نظام المشائخ ؁ ۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور احترام پیشوایان مذاہب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بین الاقوامی امن اور رواداری کی بنیاد ڈالی کہ جملہ پیشوایان مذاہب کی عزت و تکریم کا حکم دیا۔ اور ایک مسلمان کے ایمان میں یہ امر شامل ہے کہ وہ جملہ رسولوں اور انبیاء پر ایمان رکھے۔ جب وہ جملہ انبیاء پر ایمان لائے گا۔ لازماً اُن کی عزت و تکریم کرے گا۔ اور اس طرح تعلقات نہایت خوشگوار رہیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تمام قوموں اور مذاہب پر احسان ہے۔ چنانچہ اس مذہبی رواداری کی تعلیم کے بارہ میں بعض معزز غیر مسلم حضرات کی آراء ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) لالہ بھگت رام صاحب پرچارک فیروزپور فرماتے ہیں:۔

”ایک اور بہت بڑا احسان آپ کا یہ ہے۔ کہ تواریخی دنیا کے اندر سب سے پہلے آپ نے دیگر اقوام اور ممالک کے رہنماؤں اور رشی منیوں کی صداقت کو بھی تسلیم کیا۔ اور یہ فرمایا۔ کہ دنیا میں کوئی قوم یا ملک ایسا نہیں۔ کہ جس کی طرف پروردگار نے عوام الناس کی بہتری کے لئے کوئی بزرگ و رہنما بھیجا ہو۔ اسی لئے دنیا کی تمام بزرگوار نیک روحیں ہم سب کے لئے یکساں قابل تعظیم ہیں۔ اسی طرح آپ نے نہ صرف مذہبی رواداری کی بلکہ عالمگیر صلح اور برادرہڈ (Brother Hood) کو ایک ٹھوس چٹان پر قائم کیا۔“

(ہادیٔ اعظم ؁ ۲۱)

(ب) بابو شیام سندر داس صاحب جرنلسٹ فرماتے ہیں:۔

”آپ میں تعصب نہیں تھا۔ آپ دوسرے مذاہب کے بزرگوں اور نبیوں کی بہت عزت کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد خداوندی ہے۔ کہ اِنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ یعنی بحکم خداوند تمام نبیوں اور رسولوں کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنے پیرووں کو ہدایت کرتے ہیں۔ کہ ”لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ“ پر عمل کریں۔ اللہ اللہ کتنی فراخدلی اور وسیع النظری کی تعلیم ہے۔ جو آپ نے پیرووں کو دی“۔

(رسالہ پیشوا دہلی ۵/۲-۱ ؁)

چونکہ ہندوستان میں بسنے والی قومیں اکثر مذہبی ہیں۔ اس لئے جب تک ہم ایک دوسرے کے مذہبی بزرگوں اور پیشواؤں کا قلبی طور پر عزت و احترام نہ کریں گے۔ دائمی امن قائم نہیں ہو سکتا اور یہی وہ زریں اصول ہے جس پر چل کر ملک میں اتحاد و اتفاق ہو سکتا ہے۔

پس بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے کامل انسان ہیں۔ جنہوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارے لئے نیک نمونہ چھوڑا ہے اور آپ اپنی پاکیزگی نفس۔ اخلاق فاضلہ اور قوت قدسیہ کی وجہ سے اپنے اور غیروں میں مقبول ہیں۔ دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ہم سب کو آپ کی سچی اتباع و فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر خدا تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کر سکیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور پاکیزہ کرتی ہے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

سیکرٹریان تحریک جدید و مال جماعتہائے احمدیہ ہندوستان توجہ فرمائیں

تحریک جدید کا سال ختم ہونے میں اب صرف ڈیڑھ ماہ اور چند دن باقی ہیں۔ یہاں پر جماعت کے ایک کثیر حصہ احباب نے اپنا وعدہ سو فیصدی ادا کر دیا۔ وہاں پر ابھی تک بہت سا حصہ احباب ایسا بھی ہے۔ جنہوں نے ابھی تک وعدہ ادا نہیں کیا۔ دفتر کی طرف سے سال میں متعدد دفعہ سیکرٹریان مال کو براہ راست احباب کو بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ اب بعد دفتر کی طرف سے سیکرٹریان مال کی خدمت میں بقایا جات کی فہرست بھیجی جا رہی ہے۔ پس سیکرٹریان مال کا فرض ہے کہ وہ تحریک جدید کے ہر مخلص مجاہد کے پاس جائیں اور اُن کو اُن کے فرض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے وعدہ کی سو فیصدی وصولی کریں تا وہ اگلے سال کا آغاز ہونے پر زیادہ جوش کے ساتھ اس مبارک تحریک میں حصہ لے سکیں۔ دفتر اول کے احباب کا اُنیس سالہ حساب دفتر وکیل المال ربوہ کی طرف سے قسط وار آنا شروع ہو گیا ہے۔ جن احباب کے اُنیس سال پورے ہو چکے ہیں ان کے نام انشاء اللہ اخبار بدر کی اگلی اشاعت میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

اعلان برائے اطلاع جماعت ہائے کشمیر

احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو دوست شہر سرینگر تشریف لے جائیں وہ اپنے طعام وغیرہ کا انتظام خود فرمائیں تا مبلغ سرینگر زیربار نہ ہوں۔ کیونکہ مبلغ صاحب کو مرکز کی طرف سے صرف اپنے گزارہ کے لئے معمولی گزارہ دیا جاتا ہے۔ جو ان اخراجات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ امید ہے کہ احباب ازراہ اس کا خاص خیال رکھیں گے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

اعلانات نکاح

(۱) مورخہ ۲۴/۱۰/۵۲ کو خطبہ جمعہ سے پہلے جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مولوی بشیر احمد صاحب ناصر درویش قادیان کا نکاح محترمہ امتہ اللہ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت مولوی محمد عثمان صاحب مرحوم ساکن حیدرآباد بعوض پانصد روپیہ حق مہر پڑھا۔ (۲) برادرم عزیز مسعود احمد ولد محمود احمد صاحب شاہجہانپوری کا نکاح مسماۃ نعیمہ بیگم بنت ایم عبدالرزاق صاحب تاجر اگربتی مارٹ پلی سکندرآباد دکن سے بعوض مبلغ یکصد روپیہ حق مہر مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء بروز جمعہ کو حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ (مرزا عبداللطیف) اللہ تعالیٰ ہر دو رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ فرمائے۔

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم غلام محمد صاحب مولوی سکنہ کاٹھ پورہ (کشمیر) بعارضہ درد ریح بیمار ہیں۔ صحت کاملہ کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں (۲) عزیزم ملک رشید الدین المعروف پسر مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے دل کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب کرام صحت عاجلہ اور درازیٔ عمر کیلئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔ نیز اُن کی والدہ محترمہ بھی بیمار رہتی ہیں ان کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار (عبدالرحیم قادیان) (۳) خاکسار کا بھتیجہ سید مشتاق احمد قریشی بھیرہ سیالکوٹ سے ایک سال سے بیمار ہے اُنکی صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار یعقوب الرحمٰن عفی عنہ بوٹ شاپ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت آدمؑ سے مماثلت

از مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ بلاد عربیہ

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] الوہیت [illegible] مریم زمانے [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام سے مشابہ قرار دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے:-

(ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون) سورۃ آل عمران۔ ۵۹۔

کہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال خدا تعالیٰ کے نزدیک آدم جیسی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اسے کہا کہ ہو جا! بس پھر کیا تھا۔ وہ ہو گیا۔

عام طور پر قرآن شریف کے مفسروں کا خیال ہے۔ کہ صرف خلقت آدمؑ و عیسیٰؑ میں مشابہت ہے۔ اور ایک خارق عادت امر کا اظہار مقصود ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ یعنی دونوں کی پیدائش ایک سنت مستمرہ مشہودہ کے خلاف ہے وبس

دوسرا امر جو موجودہ زمانہ میں اس سلسلہ میں ہماری طرف سے پیش کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کُنْ کے بعد فَکَانَ کی بجائے فَیَکُوْنُ رکھنے سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ کی طرف اشارہ ہے کہ آئندہ بھی صفات آدمیت و عیسویت کا ظہور ہوتا رہے گا۔ یعنی آئندہ بھی عیسویت و آدمیت کی صفات کے حامل اللہ تعالیٰ کی مرضی اور امر سے پیدا ہوتے رہیں گے عیسیٰ علیہ السلام پر ہی حصر نہیں۔

بہر حال یہ دونوں امور درست ہیں۔ ان میں انکار کی گنجائش نہیں۔ لیکن اگر اس آیت پر ذرا گہری نظر ڈالیں۔ تو بعض ایسے انکشافات ہوتے ہیں۔ جن سے طبیعت میں بشاشت اور قرآن شریف کے غیر محدود معارف سے عقل انسانی تعجب کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام کے متعلق بعض امور بطور اختصار لئے جاتے ہیں جن کا قرآن شریف کی مختلف آیات سے استنباط ہوتا ہے۔

(۱) آدمؑ کی پیدائش خارق عادت تھی۔ یعنی گو عام موجودہ مشاہدہ یہی ہے کہ انسان سے انسان پیدا ہوتا ہے مگر اس سنت کے برخلاف آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اور اس پیدائش میں خدا تعالیٰ کی خاص مشیت کام کر رہی تھی۔

(۲) آدمؑ کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو قبل از وقت بتلا دیا تھا کہ (انی جاعل فی الارض خلیفۃ) یعنی میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں اور تمہیں اسکی اطاعت کرنی چاہیئے۔

(۳) اس پیشگوئی کے سننے سے ملائکہ کا خیال ہو گیا۔ کہ آدمؑ جنگ و جدال کے لئے مبعوث ہوں گے اور ان کے ذریعہ بہت خون ریزی ہوگا جیسا کہ ان کے قول (اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدماء) سے ظاہر ہے۔

(۴) ملائکہ کے خیال کے خلاف آدمؑ کو علمی خلعت سے مشرف کیا گیا۔ اور جنگ و جدال اور سفک دماء کی کوئی مثال واقعہ آدم علیہ السلام میں مذکور نہیں۔

(۵) آدم علیہ السلام کے ساتھ ایک عورت کے وجود کا پتہ لگتا ہے جو ان کے ساتھ رہی

(۶) جب آدم علیہ السلام کا ابلیس سے پالا پڑا۔ اور ابلیس اپنے مکر و فریب اور دجل و تلبیس میں عارضی طور پر کامیاب ہو گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے کپڑے اتار دے گئے۔ اور اُن کو ننگا کر دیا گیا۔ اور حضرت آدم اور ان کی رفیقہ علیہما السلام باغ میں اپنے آپ کو چھپانے لگے

(۷) اس المناک حادثہ کے بعد حضرت آدمؑ کو اور ان کے ساتھ ان کی رفیقہ عورت اور بعض اور لوگوں کو جو ان کی جماعت میں سے تھے۔ اس ملک یا جنت ارضیہ سے ہجرت کر جانے کا حکم ہو گیا۔ اور ان کو کہا گیا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔

(۸) ہجرت آدمؑ کے ساتھ ہی شیطانوں کو بھی یہ سزا ملی۔ کہ وہ اپنی دھوکہ دہی کی پاداش میں وہاں سے نکل جائیں اور آدمؑ و ابلیس دونوں ایک دوسرے سے بچ کر رہیں۔

(۹) اس ہجرت کے بعد ذریت آدمؑ تو کثرت سے دنیا میں پھیل گئی۔ مگر اس ہجرت کے بعد کسی جگہ یہ ذکر نہیں ملتا۔ کہ شیطان کو کبھی حضرت آدمؑ یا ان کی رفیقہ یا ان کے اتباع کو دکھ دینے یا گمراہ کرنے کا موقعہ ملا ہو۔

(۱۰) دار الہجرۃ میں ہی آدم علیہ السلام کی وفات اور ان کی رفیقہ عورت کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور دونوں کی قبریں باوجودیکہ آدم و زوج آدمؑ کی اولاد کثرت سے دنیا میں پھیل گئی کسی جگہ نہیں ملتیں

(۱۱) بعض آثار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت آدمؑ جنت سے نکالے گئے۔ تو ہندوستان میں نازل ہوئے

(۱۲) آدم علیہ السلام کی اولاد کا دنیا میں غلبہ اور ذریت شیطان کا ہمیشہ ذلیل رہنا۔

یہ وہ گیارہ یا بارہ امور ہیں جو قرآن شریف سے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق مستنبط ہوتے ہیں۔ اور یہ سب کے سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی چسپاں ہوتے ہیں۔ اور اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام سے مشابہت تامہ حاصل ہوتی ہے۔

(۱) سب سے پہلے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش کے خارق عادت ہونے میں بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ عام طور پر انسانی پیدائش والدین کے باہمی اجتماع و اتصال سے ہوتی ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد کے پیدا ہوئے۔ اور آپ کی یہ خارق عادت پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی خارق عادت پیدائش سے مشابہ ہے۔

(۲) حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش سے پہلے صحف انبیاء میں ایک خلیفۃ اللہ کے ظہور کی خبر درج تھی۔ پھر حضرت مسیحؑ کی والدہ کو ملائکہ نے خبر دی۔ کہ تجھے ایک بیٹا دیگا۔ جو کلمۃ اللہ ہوگا۔ یعنی کلمہ (کُن) سے پیدا ہوگا۔ خدا تعالیٰ در خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کا مصداق ہوگا جو پہلے سے صحف انبیاء میں درج ہے

(۳) جن لوگوں پر حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی پڑھی گئی۔ وہ سب کے سب اس بات کے منتظر تھے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کے تمام اندار کو تہ تیغ اور نیست و نابود کیا جائے گا۔ اور حضرت مسیح کے ذریعہ سلطنت داؤد دوبارہ بحال کی جائے گی۔ اور عصا مملکت داؤد ان کے کندھے پر ہوگا اور ان کا یہی خیال ان کے حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان نہ لانے کا ایک بڑا سبب ہوا۔

(۴) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوئے۔ تو آپ کو بجائے جنگ و جدال کے سامان عطا ہونے کے تبلیغ و تبلیغ سلام اور مخالفوں پر اتمام حجت کا معجزہ دیا گیا۔ اور تلوار استعمال کرنے کا حکم ہی نہ ہوا۔ اور زبان کے ذریعہ سے ہی آپ نے اپنی قوم کے مخالفوں پر حجت پوری کی، اور مسیح محمدی علیہ السلام کی طرح سے

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

آپ پر بھی صادق آیا۔

(۵) انجیلوں کے بغور مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ آپ کے ساتھ رہتی تھیں۔ پھر مریم مگدلینی[1] (جس کا نام اردو انجیلوں میں مریم گلالینی لکھا جاتا ہے) کا بھی آپ کے ساتھ خاص تعلق رہا۔ اور آخری وقت میں جب آپ کو دار پر کھینچا گیا۔ اس وقت بھی آپ کی جماعت کی بعض عورتیں آپ کو دور سے دیکھتی رہیں۔ پھر جب آپ قبر یا غار سے باہر نکلے اس وقت بھی سب سے پہلے مریم ہی آپ کو ملی اور مریم کو ہی آپ نے حکم دیا کہ میرے شاگردوں کو کہدو۔ کہ وہ جلیل (فلسطین کا شمالی علاقہ جس میں جیفا اور ناصرہ اور طبریا وغیرہ واقعہ ہیں) کو چلے جائیں اور وہاں مجھ سے ملیں میں ان سے پہلے جلیل میں پہنچ رہا ہوں۔ پس عورت کی رفاقت بھی حضرت آدمؑ کی طرح نمایاں ہے

(۶) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شیطان کو عارضی فتح نصیب ہو گئی اور وہ آپ کو صلیب پر چڑھوانے میں کامیاب ہو گیا۔ تو انجیلوں سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آپ کے کپڑے بھی اتار دیے گئے اور آپ کو ننگا کیا گیا اور آپ کے کپڑے دشمنوں نے آپس میں تقسیم کر لئے اور آپ کو بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا پڑا۔ آپ کو گرفتار بھی ایک باغ میں ہی کیا گیا (یوحنا ۱۸ آیت ۱) اور جس جگہ آپ کو صلیب چڑھایا گیا وہاں بھی ایک باغ تھا۔ اور اس باغ میں ایک نئی قبر تھی جس میں کبھی کوئی نہ رکھا گیا تھا۔ پس انہوں نے یہودیوں کی تیاری کے دن کے باعث یسوع کو وہیں رکھدیا۔ کیونکہ یہ قبر نزدیک تھی یوحنا ۱۹۔ ۴۱ اور پھر جب آپ اپنی عارضی قبر سے باہر نکلے تو اسی باغ میں ہی آپ مریم سے ملے اور آپ نے اپنے آپ کو باغبان کے لباس میں چھپایا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے مریم نے آپ کو باغبان خیال کیا۔

(۷) واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰؑ کو فلسطین سے ہجرت کرنی پڑی اور بوقت ہجرت آپ کی والدہ مریم آپ کے ساتھ تھیں۔ جیسا کہ (وَآوَیْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ) سے ظاہر ہے۔ اور آپ کے بعض حواری بھی آپ کے ساتھ تھے۔

(۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فلسطین سے ہجرت کر جانے کے بعد ان یہودیوں کو بھی جو آپ کے دشمن تھے۔ اور آپ کو ناکام کرنے کے لئے جنہوں نے ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور لگا دیا تھا۔ ان کو بھی یہ سزا ملی کہ وہ بھی فلسطین سے نکال دیئے گئے۔ اور طیطوس رومی نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہجرت سے چالیس سال بعد جو کچھ ان یہودیوں اور ان کی ذریت سے سلوک کیا۔ وہ تاریخ کے اوراق میں قابل عبرت واقعات کی ذیل میں درج ہے۔

(۹) حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی جماعت آپ کی ہجرت کے بعد کثرت سے پھیل گئی۔ اور آپ کے دشمن روز بروز نیست و نابود ہوتے گئے۔ اور آج ساری روئے زمین پر بجز اُم القریٰ وَمَا حَوْلَهَا یعنی ارض مقدسہ حجاز اور اس کے تمس مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے عیسائیوں کا تسلط

[1] مجدل ایک گاؤں کا نام ہے۔ یہودی مصریوں میں ایک لمبا عرصہ رہنے کی وجہ سے ج کو گ بولتے ہیں۔ محمد شریف۔

قول اور فعل بقیہ صفحہ ۲

اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔"

(کشتی نوح صفحہ سائز خورد)

غیر احمدیوں کی مساجد میں بندشِ نماز

چوتھے نمبر پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ گویا احمدی "نماز بھی مسلمانوں کی مسجد میں نہیں پڑھتے" یہ بھی سراسر دروغ بے فروغ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خود اسلام کے دعویداروں نے ہی بعض مقامات پر احمدیوں کو اپنی مساجد میں داخل ہونے اور ذکر الٰہی کرنے سے روکا اور اس بات کا خیال نہ کیا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں مساجد سے روکنے والوں کو سخت مجرم گردانا ہے۔ ہندوستان میں ابھی تک وہ مساجد موجود ہیں جن میں احمدیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا بلکہ متعدد مقامات پر ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ کسی احمدی نے غیر احمدیوں کی کسی مسجد میں جاکر نماز ادا کی مگر اُسے دھکّے دے کر باہر نکالا گیا اور اس جگہ کو دھلوایا گیا گویا وہ جگہ ناپاک ہوگئی ہے۔ اور لیا ادا ... زدوکوب تک نوبت پہنچی۔ پس ایسے حالات میں جہاں اکا دکا احمدی ہوا۔ اور اُس نے فتنہ سے بچنے کیلئے اگر اپنے گھر میں نماز ادا کر لی تو محلِ اعتراض کیا ہے؟ تعجب کا مقام ہے کہ ایک طرف مساجد میں آنے سے روکا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی آ جائے تو دھکّے دیکر باہر نکالا جاتا ہے۔ زدوکوب کرنے سے نہیں چُوکتے پھر اُسی منہ سے الزام لگاتے ہیں کہ "وہ نماز بھی مسلمانوں کی مسجد میں نہیں پڑھتے"!!

پانچویں نمبر پر کہا گیا ہے کہ "نہ مسلمانوں کے ذبح کئے ہوئے جانور وہ استعمال کرتے ہیں"۔ یہ بھی سراسر غلط اور بے بنیاد اعتراض بلکہ اتہام ہے۔ نہ جانے لکھنے والے نے کس کو دیکھ کر یہ باتیں جماعت احمدیہ کی طرف نسبت دیکر سپردِ قلم کی ہیں۔ کسی بھی شہر میں چلے جائیں ہر جگہ کا تعامل اس دعویٰ کی تغلیط کر رہا ہوگا۔ جس کیلئے زیادہ حوالجات کی ضرورت نہیں عیاں را چہ بیاں۔

بالآخر ہم نہایت ادب کیساتھ قرآن پاک کی حسب ذیل آیت کے مفہوم کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور گزارش کرتے ہیں کہ جب بھی اخبار و رسائل غلط باتوں کی جانچ پڑتال کی ضرورت پیش آئے تو اس کو مشعلِ راہ بنائیں۔ تا "تعلیمات اسلام کا نقیب و داعی" ہونیکا دعویٰ قائم رہے۔ اور قول و فعل میں باہم مطابقت پائی جائے۔

اذا جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین۔ (الحجرات ع۱)

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

(بقیہ صفحہ نمبر ۴)

لیکن جس نے لاکھوں اور کروڑوں روپیہ کے ہوتے ہوئے ایک سو روپیہ کی مدد کی اُس کے ماحول کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ اُس نے اپنی طاقت کا ہزارواں یا لاکھواں حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا۔ پس خدا تعالیٰ عمل کی مقدار کو نہیں دیکھتا بلکہ اُس ماحول کو دیکھ کر عمل کی قیمت لگاتا ہے جس ماحول میں کوئی انسان کام کرتا ہے۔ اور وہ اُن مجبوریوں یا سہولتوں کو نظرانداز نہیں کرتا جن کے ماتحت کرنیوالے کے عمل میں کوئی کمزوری پیدا ہوئی یا جن کی مدد سے کام کرنے والے کو کام میں سہولت حاصل ہو۔

تدریجی ترقی

قرآن کریم سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح جسمانی دنیا نے آہستہ آہستہ ترقی کی ہے اسی طرح روحانی دنیا کے لئے بھی آہستہ آہستہ ترقی مقدر رکھی اسی لئے خدا تعالےٰ کا کامل کلام دنیا کے شروع میں نہیں آیا۔ جوں جوں انسان ترقی کرتا گیا اُسے اُس کی ترقی کے درجہ کے مطابق شریعت دی گئی۔ آخر ہوتے ہوتے انسان اس مقام پر پہنچ گیا جبکہ وہ کامل ترین شریعت کا حامل ہو سکتا تھا تو سنتِ خدا تعالےٰ کی حکمت کے ماتحت دنیا کا کامل ترین وجود ظاہر ہُوا۔ اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے پس آپ پر خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے والی شریعتوں میں سے کامل ترین شریعت اور خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے والی کتابوں میں سے کامل ترین کتاب نازل کی گئی وہ کامل کتاب قرآن کریم ہے اور کامل شریعت اسلام ہے۔ آپ کے وجود سے روحانی نظام کی تکمیل ہوئی جس طرح مادی عالم کا نقطہ مرکزی انسان ہے جس طرح مختلف زمانوں اور قوموں کے لئے اُن کا نقطہ مرکزی اُن کے انبیاء ہیں اسی طرح تمام بنی نوع انسان کے لئے نقطہ مرکزی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قرآنی نقشۂ عالم

پس قرآنی نقشۂ عالم اس طرح ہے کہ تمام مادی عالم کا پہلا نقطہ مرکزی انسان ہے۔ یہ انسان مختلف دائروں میں اپنے اپنے زمانہ کے نبیوں کے گرد گھومتے ہیں۔ تمام انبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھومتے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے گرد گھومتے ہیں اور اس طرح روحانی دنیا مکمل ہو جاتی ہے۔ (دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی صفحہ ۱۱۱)

✱ نظر آتا ہے کہ آپ کے دشمن سرنگوں ذلیل و خوار ہیں اور سر اک زمین ان کو کراہت کی نظر سے دیکھتی اور اگل دیتی ہے۔ اور کسی زمین میں بھی ان کو اپنے شیطانی اعمال و خصائل کی وجہ سے امن وچین سے رہنا اور سانس لینا نصیب نہیں ہوتا۔

(۱۰) حضرت عیسیٰ اور آپ کی والدہ علیہما السلام کا بھی اپنے دار الہجرۃ میں انتقال ہو گیا اور وہاں کی قوم اُن کو ایسی بھولی کہ اُن کا نام نشان تک مٹ گیا اور عیسائیوں کو حضرت مریم و عیسیٰ کی قبروں کا آج تک کسی جگہ پتہ نہیں ملتا۔

(۱۱) جیسے بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین مہبطِ آدم ہند تھا ایسے ہی اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ وحی الٰہی اس بات کا انکشاف فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مہبط بھی سرزمین ہند ہی ہے۔ اور آپ اسکے جنت نظیر کشمیر میں آرام فرما ہیں۔ اور کشمیر کی قدیم تاریخ و آثار اور اہل کشمیر کی شہادتوں سے آپ نے اس بات کو بہ پایۂ ثبوت پہنچا دیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر سرزمین ہند کی شمالی مغربی حصہ میں موجود ہے۔ جو شام سے مشابہ اور پہاڑی علاقہ ہے۔ اور وآوینٰھما الٰی ربوة ذات قرار و معین) اس پر حرف بحرف صادق آتا ہے۔

(۱۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اتباع کا آپ کے کافروں پر تا قیامت غلبہ اور آپ کے اعداء کی ذریت کا ہمیشہ مغلوب و مقہور و ذلیل رہنا قرآنی آیت (یا عیسیٰ انی متوفیک ... وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمة الآیة) اور احوال مشہودہ و محسوسہ سے ظاہر ہے

یہ وہ بارہ مشابہتیں ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ و آدم علیہما السلام کے درمیان پائی جاتی ہیں اور (انّ مَثَلَ عیسیٰ عِندَ اللہِ کمثلِ آدمَ) کی تفسیر ہیں۔

(۱۳) اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے ہمارے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو بھی آدم قرار دیا ہے اور آپکو اپنی وحی میں (انا جعلناك المسیح بن مریم) بھی فرمایا ہے اسلئے آپ میں جو مشابہتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیساتھ پائی جاتی ہیں وہ آپ نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں درج فرمائی ہیں اور اپنے اور اپنے موعود مسیحی نفس بیٹے کلمۃ اللہ مصلح موعود و بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے وجود کے ذریعہ فیکون کی عملی تفسیر بھی دنیا میں پیش کر دی ہے ؎

آدمم نیز احمد مختار ... در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داد است ہر نبی را جام ... داد آں جام را مرا بتمام
ہر رسولے کہ کردہ انبیا ... برتر آں دفتر ست از اللہ

(رسالہ الوصیت) (نزول المسیح)

فتبارك الله احسن الخالقين

ماہوار رپورٹ سیکرٹریان مال

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے سیکرٹریان مال کی خدمت میں ۲ عدد ماہوار رپورٹ فارم بھجواتے ہوئے بذریعہ اخبار "بدر" اور بذریعہ خطوط خاص طور پر توجہ دلائی جا چکی ہے کہ سیکرٹریان مال یہ ماہوار رپورٹ ہر ماہ کی ۷ تاریخ تک نظارت ہذا میں بھجوا دیا کریں۔ لیکن جماعتوں کی طرف سے مطلوبہ رپورٹ باقاعدہ موصول نہیں ہو رہی۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا جملہ جماعتوں کے عہدیداران مال کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ ماہ اکتوبر کی ماہوار رپورٹ ۷ نومبر تک نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔

اور آئندہ بھی اپنی جماعت کی ماہوار رپورٹ بلا توقف ہر ماہ کی ۷ تاریخ تک دفتر ہذا میں بھجواتے رہیں تاکہ اس سے عہدیداران مال کی کارگذاری اور جماعتوں کے بجٹ اور وصولی چندہ جات کی پوزیشن کا ہر وقت علم ہوتا رہے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

چندہ جلسہ سالانہ

(اور)

جماعت ہائے ہندوستان

احباب جماعت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندوں میں سے ہے اور اس کی ادائیگی ایک ماہ کی آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی شرح سے جلسہ سالانہ سے پیشتر کی جانی ضروری ہے۔ جلسہ سالانہ بہت قریب آرہا ہے اور اس کے لئے فوری طور پر اخراجات درکار ہیں۔ مگر چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے اور متعدد جماعتوں کی طرف سے تاحال اس مد میں برائے نام ادائیگی ہوئی ہے۔ لہٰذا احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس چندہ کی سو فی صدی ادائیگی کی طرف جلد از جلد متوجہ ہوں۔ عہدیداران جماعت خصوصاً سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ وہ اپنی جماعت کے ہر فرد کے بقایا چندہ جلسہ سالانہ کا جائزہ لے کر اس کی وصولی کی کوشش کریں تا ان کی جماعت کے بجٹ چندہ جلسہ سالانہ کی جلسہ سے قبل وصولی ہو جائے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

مختصر اور ضروری خبریں

کراچی۔ ۲۳؍اکتوبر۔ حیدرآباد سندھ میں ایک ریزر بلیڈ فیکٹری زیر تعمیر ہے اور یہ توقع ہے کہ یہ جلد ہی چالو ہو جائے گی۔ یہ فیکٹری ایک سال میں ۲ کروڑ دو دھاری بلیڈ تیار کرے گی۔ پورے پاکستان میں یہ کارخانہ اپنی قسم کا پہلا اور واحد کارخانہ ہوگا۔ اور اندازہ ہے کہ یہ تنہا پاکستان میں بلیڈ کی موجودہ مانگ کو پورا کر سکے گا۔ ۱۹۵۵ء رواں کے آخر تک اس کارخانے کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔ مشینیں حاصل کی جا چکی ہیں۔ اور ۳ جرمن ماہرین انہیں نصب کرنے میں مشغول ہیں۔

بٹھنڈہ۔ ۲۳؍اکتوبر۔ سردار حکم سنگھ ایم پی کے بیان کے مطابق دہلی میں اکالی جو مورچہ لگانے والے تھے اسے ماسٹر تارا سنگھ کی صحت کی خرابی کی بناء پر غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے سردار حکم سنگھ نے بتایا کہ ماسٹر تارا سنگھ علاج کے لئے پٹیالہ چلے گئے ہیں۔ انہوں نے آئندہ چند روز کے لئے اپنے دورہ کا پروگرام منسوخ کر دیا ہے۔ دہلی میں اکالی یکم نومبر کو مورچہ لگانے والے تھے۔ مورچہ کے پروگرام میں پنڈت نہرو کی کوٹھی پر ستیہ گرہ کرنا بھی شامل تھا۔

نئی دہلی۔ ۲۲؍اکتوبر۔ حکومت ہند نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کے سابق حکمرانوں کو حکومت سے ملنے والے جیب خرچ کے علاوہ اپنی آمدنی کے دیگر ذرائع کا انکم ٹیکس ادا کرنا پڑے گا۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ اگر کوئی سابق حکمران تجارتی مدوں پر ایک کروڑ روپیہ خرچ کرتا ہے تو اس پر بھی ہندوستان کے دوسرے شہریوں کی طرح انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس کی ادائیگی ضروری ہوگی

لکھنؤ۔ ۲۳؍اکتوبر۔ مرکزی وزیر خوراک وزراعت مسٹر رفیع احمد قدوائی نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ غذائی محاذ پر حالات گذشتہ دو سال کے مقابلہ میں کافی بہتر ہو گئے ہیں۔

وزیر موصوف نے اپنے خیال کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ملک کا کوئی حصہ اس وقت غذائی قلت سے دوچار نہیں ہے۔ یہاں تک کہ میسور اور حیدرآباد جیسی ریاستوں میں جو پہلے غذائی قلت کا علاقہ سمجھی جاتی تھیں۔ اب اتنا غلہ پیدا کرنے لگی ہیں۔ کہ بوقت ضرورت دوسرے علاقوں کو غلہ برآمد کر سکتی ہیں۔

جالندھر۔ ۲۵؍اکتوبر۔ بھارت کے ہوم منسٹر ڈاکٹر کاٹجو نے آج ۱½ گھنٹہ تک پنجاب کانگرس کے ورکروں کے اجلاس میں تقریر کی اور ماسٹر تارا سنگھ کی ایجی ٹیشن پنجابی صوبہ کے مسئلہ پر اور کانگرسی ورکروں کے باہمی اختلافات اور دوسرے امور کے متعلق اظہار خیال کیا۔ . . . آپ نے اعلان کیا کہ ماسٹر تارا سنگھ کی ایجی ٹیشن بے معنی ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسے معاملہ کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں جس کا اثر آنے والے انتخابات یعنی ۱۹۵۷ء میں ظاہر ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی ایسی چیز کے ۱۹۵۷ء میں وقوع پذیر ہوگی۔ اس وقت جدوجہد کرنا بے سود ہے۔ آپ نے کانگرس ورکروں کو تلقین کی کہ وہ متحد رہیں۔

نئی دہلی۔ ۲۵؍اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ بھارت سرکار نے دیش کے تمام صوبوں میں گندم اور دیگر موٹے اناج کا کنٹرول ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تاہم اناج کی بین الصوبائی نقل و حرکت پر پابندیاں جاری رہیں گی۔ خیال ہے کہ اس سال کے آخر تک سارے دیش میں نئی پالیسی پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔ مگر چاول پر کنٹرول جاری رہے گا۔

جارج ٹاؤن۔ ۲۵؍اکتوبر۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ برٹش گی آنا میں تین ہفتوں کے آئینی کرائسس کا اب لازمی نتیجہ یہ نظر آتا ہے کہ برطانوی سرکار وسیع پیمانہ پر برٹش گی آنا کو اقتصادی امداد دے گی۔ اور برٹش گی آنا میں انگریز سپاہ مقیم ہو جائے گی۔ مگر سرکار کے وزیر صحت مسٹر لکشمی نے اس سلسلہ میں بتایا کہ حالانکہ ۱۳۶ سال میں برٹش گی آنا میں کبھی انگریزی فوج نہیں آئی۔ لیکن حالیہ کرائسس کے بعد اس کی آمد یقینی ہے۔

نئی دہلی۔ ۲۵؍اکتوبر۔ گذشتہ رات کو راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے ایک آرڈی نینس کے ذریعہ ۱۹۴۸ء کے بحری ایکٹ میں ترمیم کا اعلان کر دیا ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ ان اشیاء پر عائد شدہ ٹیکس اور ڈیوٹی میں کمی کر دی گئی ہے۔ جو بدیشوں سے خام مال کی صورت میں درآمد کر کے بنے بنائے مال کی صورت میں برآمد کی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہند سرکار کی طرف سے جاری کردہ ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ یہ آرڈی نینس اس مقصد کے لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ ہند کی تجارت درآمد اور برآمد کو ترقی دی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ بدیشوں سے درآمد کئے جانے والے خام مال سے تیار مال کی برآمد بھی بڑھ جائے گی۔ اس آرڈی نینس کی رُو سے ہند سرکار نے بھارت سے برآمد کئے جانے والے (میانہ میل رمیڈیم) کے کپڑے پر عائد شدہ دس فی صدی ایکسپورٹ ڈیوٹی اڑا دی گئی ہے۔ اور اعلیٰ ریشہ فائن کپڑے کی ایکسائز ڈیوٹی سوا تین آنے فی گز سے گھٹا کر دو آنے فی گز کر دی گئی ہے۔ کورس کپڑے پر جو دس فی صدی ایکسپورٹ ڈیوٹی لاگو ہے وہ جاری رہے گی۔ فائن اور سپر فائن کپڑے کی برآمد پر پہلے ہی کوئی ایکسپورٹ ڈیوٹی نہیں ہے۔ کورس اور میڈیم کپڑے کی ایکسائز ڈیوٹی بحساب تین پیسے فی گز اور فائن کپڑے پر ایکسائز ڈیوٹی بحساب پانچ پیسے فی گز جاری رہے گی۔ سرکاری پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ یہ آرڈی نینس جاری کرنے کی کیوں ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ اس کا پس منظر اس طرح ہے کہ ٹیکسٹائل ملوں میں کپڑے کا سٹاک جمع ہو جانے سے ہند سرکار کو تشویش ہو رہی تھی۔ ملوں کے منتظمان کی طرف سے کہا جا رہا تھا۔ کہ مال کی قلت میں روک کا وٹ کے باعث اور زیادہ سٹاک جمع ہو جانے کے نتیجہ کے طور پر وہ مزید ایک یا دو شفٹیں بند کر دیں گے۔ اس سے کئی ہزار ٹیکسٹائل ورکروں کے بیکار ہو جانے کا خدشہ تھا۔ اور اس سے ناخوشگوار صورت حالات پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔

درخواست دعا۔ خاکسار کے بڑے بھائی مکرم سید احسن صاحب اکبر پور ضلع فرخ آباد عرصہ ڈیڑھ سال سے بیمار چلے آتے ہیں۔ دو ماہ سے طبیعت زیادہ خراب ہے گھر کا سب بار انہیں پر ہے تمام احباب سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

(سید شجاعت علی از قادیان)

یاد رکھیں:۔

۲۰؍نومبر

جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

یعنی

سیدنا و مولانا حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت کے بیان کی تقریب سعید ہے

۶؍دسمبر

یوم التبلیغ

یعنی

احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی امن وسلامتی کی تعلیم کے بارہ میں اپنے گرد و پیش کے احباب کو باخبر کرنے کا دن ہے۔

۲۶، ۲۷، ۲۸؍دسمبر ۱۹۵۳ء

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۲ واں

سالانہ جلسہ

جس میں

کثرت سے شمولیت ہندوستانی جماعتوں کیلئے اپنے مرکز کے ساتھ محکم تعلق کا باعث ہے۔ پس ان تاریخوں کو خوب یاد رکھیں اور ان دنوں سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ خدا تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

شاندار کامیابی

حجتہ عبد السلام صاحب پسر بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی کچھ عرصہ کینیڈا وغیرہ میں رہ کر ڈائمنڈ ڈرلنگ Diamond Drilling کے کام میں مہارت پیدا کر کے آئے ہیں خدا کے فضل سے ان کو اب -/۶۵ روپیہ ماہوار کی معقول ملازمت مل گئی ہے اور آئندہ مزید ترقیات کی امید ہے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو ترقی پر ترقی دے اور خدمات سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔